مجموعہ رسائل

حصّہ اوّل

حضرت مولانا شاہ رفیع الدین محدّث دہلویؒ

بترتیب و تصحیح

حضرت مولانا صوفی عبد الحمید خان سواتی مدظلہ

بانی مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ

ناشر

ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ پاکستان

مجموعۂ رسائل

حصّہ اوّل

حضرت مولانا شاہ رفیع الدّین محدّث دہلوی ؒ

◎

بترتیب و تصحیح

حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتی مدّظلہ

بانی مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ

◎

ناشر

ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ پاکستان

نام کتاب	مجموعہ رسائل شاہ رفیع الدینؒ (حصہ اوّل)
تالیف	حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ
مرتب	مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتی مدظلہ
تاریخ طباعت اوّل	شعبان ۱۳۸۱ھ مطابق جنوری ۱۹۶۲ء
" " دوم	شعبان ۱۴۱۳ھ مطابق فروری ۱۹۹۳ء
مطبع	فائن بکس پرنٹرز لاہور
ناشر	ادارہ نشرو اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ
قیمت	روپے /-

ملنے کے پتے

۱۔ ادارہ نشرو اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ
۲۔ مکتبہ دروس القرآن فاروق گنج گوجرانوالہ

مجموعہ رسائل

(از حضرت مولانا شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ)

☆

ـــــــــــ ۔ ـــــــــــ

بترتیب و تصحیح

عبدالحمید سواتی غفرلہٗ

خادم مدرسہ نصرت العلوم نزدِ گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

مقدمہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حضرت مولانا شاہ رفیع الدین محدثؒ کے خاندانی حالاتؒ

آپ کا خاندان، سرزمین ہند میں ایک ایسا بابرکت خاندان ہے۔ جس کے برکات سے برصغیر (پاک وہند) کے مسلمان بالخصوص، اور تمام عالم اسلام کے مسلمان بالعموم مستفید ہوئے اور ہوتے رہینگے۔ مسلمان اس خاندان کی برکات اور خدمات کو کبھی فراموش نہیں کر سکتے۔ حکیم الامۃ حضرت شاہ ولی اللہؒ اور ان کے چاروں فرزندان گرامی، حضرت مولانا شاہ عبدالعزیزؒ، شاہ رفیع الدینؒ شاہ عبدالقادرؒ اور شاہ عبدالغنیؒ اور موخر الذکر کے فرزند ارجمند حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ یہ تمام حضرت شاہ ولی اللہؒ کے طریق کے راہ رو اور اسی سلسلہ کے رہنما ہیں اور حضرت شاہ ولی اللہؒ کے امت محمدیہ پر جو احسانات ہیں اور جو تجدیدی کارنامے آپ کی ذات گرامی نے سرانجام دیئے ہیں۔ امت کبھی ان کے شکریہ سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتی۔ اس مبارک خاندان کی یہ تمام ہستیاں خداوند تعالیٰ کے فضل وکرم سے ظاہر و باطن میں کامل اور شریعت وطریقت کی جامع اور مکمل تھیں۔ اصلاح وارشاد ہو یا وعظ ونصیحت، تعلیم وتربیت ہو یا جہاد فی سبیل اللہ اور اس کی تیاری دفاع عن الاسلام ہو، یا بدعت وشرک کا قلع قمع ہو ہر طرح اور ہر مقام میں ان حضرات کو آپ رہنما ہی پائینگے، ان کے مبارک ہاتھوں سے اللہ تعالیٰ نے اس آخری دور انحطاط میں صراط مستقیم اور سنت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، اور اتباع صحابہ وسلف صالحین کا علم بلند کرایا۔ اور لوگوں کو حق وصداقت پر گامزن وفائز فرمایا۔

ان بزرگوں نے امت کی گمراہیوں کی بالکل صحیح تشخیص کی اور پھر صحیح تجویز اور علاج بتایا۔ اور امت کی علمی وعملی ضرورتوں کو صحیح طور پر پورا کیا۔

حضرت شاہ رفیع الدینؒ اور شاہ عبدالقادرؒ دونوں بھائیوں نے اپنے بڑے بھائی حضرت شاہ عبدالعزیزؒ سے تعلیم وتربیت اور فیض حاصل کیا۔ اور یہ دونوں بھائی شاہ عبدالعزیزؒ کے بہترین معاون ثابت ہوئے۔

عقلی مسائل کے لئے جس قدر تحقیقات کی ضرورت ہوتی تھی شاہ رفیع الدینؒ پورا کرتے تھے۔ اور کشفی مسائل میں حضرت شاہ عبدالقادرؒ کو خصوصیت سے امتیاز حاصل تھا۔ نقلی علوم کی تعلیم کے لئے حضرت شاہ عبدالعزیزؒ مسلم امام تھے۔ گویا عقل و نقل اور کشف کی جامع سوسائٹی بنانے میں ان حضرات کی کوششیں بہت ہی گرانقدر تھیں۔ (کما افادہٗ مولانا السندھیؒ)

حضرت شاہ شہیدؒ ان تینوں بزرگوں سے تعلیم و تربیت اور فیض حاصل کرتے رہے۔ یہ عجیب اتفاق ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہؒ کے یہ چاروں مایۂ ناز فرزند معکوس ترتیب سے فوت ہوئے۔ سب سے چھوٹے فرزند شاہ عبدالغنیؒ ۱۲۲۷ھ میں اور ان سے بڑے شاہ عبدالقادرؒ ۱۲۳۰ھ میں اور ان سے بڑے حضرت شاہ رفیع الدینؒ ۱۲۳۳ھ میں اور ان سے بڑے حضرت شاہ عبدالعزیزؒ ۱۲۳۹ھ میں فوت ہوئے۔

یہ چاروں بھائی ایک ہی والدہ سے تھے اور شاہ عبدالعزیزؒ کے ایک بڑے بھائی بھی تھے۔ جن کی والدہ اور تھیں۔ اور وہ ان سب سے پہلے فوت ہوئے۔ جیسا کہ شیخ محدث محسنؒ نے الیانع الجنی میں ذکر کیا ہے۔

حضرت شاہ رفیع الدینؒ برابر تعلیم و تدریس میں مشغول رہے اور بہت سے لوگ ان سے فیضیاب ہوئے آپ علوم قرآن اور حدیث پڑھاتے رہے اور ساتھ ساتھ تصوف و سلوک کی تعلیم اور تلقین کرتے رہتے تھے۔ علم الحقائق اور معارف میں کچھ رسائل اور کتب بھی تصنیف فرمائی ہیں اور ضرورت کے وقت فتاویٰ بھی تحریر فرماتے تھے۔ بعض مسائل میں آپ کی تحقیقات نہایت ہی قیمتی اور بصیرت افروز ہیں۔ اور پھر یہ کہ آپ بہت مختصر الفاظ میں بڑے بڑے مطالب جمع کر دیتے ہیں۔ یہ آپ کا خاص کمال ہے۔ صاحب الیانع الجنی نے ان الفاظ سے آپ کی تعریف کی ہے "الشیخ المحدث، المتقن، المحقق رفیع الدین دہلویؒ"۔ اور اسی طرح آپ کے فہم کی بھی بہت تعریف کی ہے۔ آپ علماء راسخین میں سے تھے اور آپ کا علم نہایت ہی ٹھوس تھا۔ "مزار ایشان نزد مزار حضرت مولانا شاہ ولی اللہؒ است نور اللہ مرقدہم و تربتہم، اوصاف و کمالات ایں حضرات خارج از حد بیان است ہر یکے فرید دہر، و وحید عصر، صاحب علم و حلم، و عمل و تقویٰ، و فہم و ذکا، و فراست، و دیانت، و امانت، و مراتب، و ولایت بود۔ ہمچنین اولاد و اولادِ اولادِ آں حضرات ؎

این سلسلہ از طلائے ناب است　　ایں خانہ تمام آفتاب است　　(مقدمہ فتاویٰ عزیزی)

اور صاحب اتحاف نے بحوالہ قول جلی حضرت شاہ ولی اللہؒ سے نقل کیا ہے کہ " ایشان فرمودند آگاہی آمد این فرزنداں کہ لطف الٰہی ایشانرا بما عطا کردہ است، وہمہ سعداء اند، نوعے از ملکیت در ایشاں ظہور خواہد کرد، لیکن تدبیر غیب تقاضا می کند کہ دو شخص دیگر پیدا می شوند کہ در مکہ و مدینہ سالہا احیاء علوم دین نمایند، وہماں جا وطن اختیار کنند، از طرف مادر نسب ایشان بما متمکن باشد زیرا کہ آدمی زادہ بوطن مادر میلان طبع دارد، انتقال جماعہ کہ والدین ایشان متمکن باشند برزمینے مستحیل است، مگر بقسر قاسر انتہٰی (مقدمہ فتاویٰ عزیزی)

اس پیشگوئی کا مصداق حضرت شاہ عبد العزیزؒ کے دونوں نواسے حضرت مولانا شاہ محمد اسحاقؒ اور مولانا شاہ محمد یعقوبؒ ہیں کیونکہ یہ دونوں بزرگ دہلی سے ہجرت کر کے مکہ مکرمہ میں اقامت گزین ہو گئے تھے۔ اور وہاں ہی عرصہ تک احیاء علوم دین میں مشغول رہے اور عرب و عجم کو مستفید فرماتے رہے، رحمہم اللہ تعالیٰ۔ حضرت شاہ رفیع الدینؒ کے چار صاحبزادے تھے اور سب ہی اہل علم۔ مولانا محمد موسیٰؒ مولانا مخصوص اللہؒ مولانا محمد عیسیٰ اور مولانا حسن جانؒ اور ایک صاحبزادی تھی۔ شیخ محسنؒ حضرت شاہ عبد العزیزؒ کے تلامذہ کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

ومنہم اخوہ رفیع الدین، المحقق، المتقن، کان مقدماً علی کثیر من اقرانہ، وکانت لہ خبرۃ تامۃ بغیر ہذہ العلوم ایضاً من علوم الاوائل، وہذا قلما یتفق مثلہ لاہل العلم۔ ولہ مؤلفات جیدۃ، مرصفات رأیت بعضہا فرأیتہ یکثر فی مالہ من المتون المہذبۃ فی نفائس الفنون من رموز خفیۃ، یعسر الاطلاع علیہا و یجمع مسائل کثیرۃ فی کلمات یسیرۃ وفی ذلک دلالۃ واضحۃ علی تعمقہ فی العلوم ودقۃ فہمہ بین الفہوم، وکتابہ دمغ الباطل فی بعض المسائل الغامضۃ من علم الحقائق، معروف، اثنی علیہ اہلہا، ولہ مختصر جامع بیّن فیہ سریان الحب فی الاشیاء کلہا۔ و اوضح الناس اطوارہ، یسمی اسرار المحبۃ۔ قلما اتفق مثلہ لغیرہ ممن تکلم علیہا، ولا اعرف سبقہ الی ذالک الا رجلان من الفلاسفۃ۔ ابو نصر فارابی، و ابو علی بن سینا و علی ما یفہم من کلام النصیر الطوسی فی بعض کتبہ۔ واللہ اعلم

ثم اعلم ان الاخوین توفیا قبل عبد العزیزؒ وکذا اخوہما عبد الغنیؒ ابو اسماعیلؒ وہم اخوۃ اشقاء۔ وکان لعبد العزیزؒ اخ اقدم منہ سناً اسمہ محمدؒ وکان اخاہ لابیہ، اخذ عن ابیہ وہو ایضاً قدیم الوفات۔ رحمہم اللہ تعالیٰ (الیانع الجنی ص۷۵-۷۶)

مسلک | شاہ رفیع الدینؒ ان کے والد اور پورا خاندان مسلکاً حنفی تھا۔ جیسا کہ صاحب الیانع الجنی موطا کی اسناد کے ذیل میں فرماتے ہیں۔ " قلت ومن لطائف ہذا الاسناد انہ اجتمع فی اولہ اربعۃ آخرہم ابو عبد العزیزؒ اشترکوا فی اربع

خصال ہو ذالک انہم دہلویون مکنی وانہم عمریون صلبیۃ وانہم صوفیۃ اصحاب الزہد والورع وانہم حنفیون علی مذہب النعمان ابی حنیفۃ وصاحبیہ - رضی اللہ عنہم

اور اسی طرح نواب صدیق حسن خان حضرت شاہ ولی اللہؒ کے بارہ میں فرماتے ہیں۔ "وطریقہ ہذا کلہ مذہب حنفی وشرعۃ حقۃ مضی علیہا السلف والخلف الصلحاء من العجم والعرب العرباء ولم یختلف فیہ اثنان ممن قلبہ مطمئن بالایمان" اور اس کے بعد حضرت شاہ ولی اللہؒ کے پورے خاندان کے متعلق فرماتے ہیں کہ ان کی نسبت شیخ محمد بن عبدالوہابؒ النجدیؒ کی طرف درست نہیں اور نہ وہابیت کی طرف۔ "بل ہم بیت علم الحنفیۃ وقدوۃ الملۃ الحنیفیۃ واصحاب النفوس الزکیۃ واہل القلوب القدسیۃ المویدۃ من اللہ الذاہبۃ الی اللہ (الحطۃ فی ذکر الصحاح الستۃ ص۱)

اور اسی طرح حضرت مولانا القاری عبدالرحمٰن المحدث پانی پتیؒ فرماتے ہیں۔ "کان مولانا عبدالعزیز ومحمد اسحاق حنفیین ومولانا اسماعیل الشہید کان سنیاً حنفیاً۔ (شاہ ولی اللہؒ اور تقلید بحوالہ کشف الحجاب ص۲۳)

یہ عجیب ستم ظریفی ہے کہ بعض غیر مقلدین حضرات آجکل یہ کوشش کر رہے ہیں کہ اپنی غیر مقلدیت کی کڑی حضرت شاہ ولی اللہؒ اور اسماعیل شہیدؒ کے ساتھ ملائیں۔ لیکن "چہ نسبت خاک را بعالم پاک"۔ یہ بات یقینی ہے کہ شاہ ولی اللہؒ اور شاہ شہیدؒ باوجود تبحر علمی اور وسعت نظری کے اور باوجود فروعی مسائل میں فراخدلی اور فیاضی برتنے کے اور فروعی اختلافات کو اپنے اپنے مقام پر درست سمجھتے ہوئے بھی مسلکاً وعملاً مقلد اور حنفی تھے۔ ان بزرگوں کو غیر مقلد ظاہر کرنا یقیناً ایک تاریخی کذب بیانی بلکہ صریح جھوٹ ہوگا۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ نے فیوض الحرمین میں تصریح فرمائی ہے کہ "ان فی مذہب الحنفی طریقۃ انیقۃ ہی اوفق الطرق بالسنۃ المعروفۃ"۔ اس لحاظ سے مذہب حنفی کو خاص مزیت حاصل ہے۔ اگرچہ حضرت امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا طریق بھی خارج از سنت نہیں ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ اپنی کتاب عقد الجید میں فرماتے ہیں کہ "اعلم ان فی الاخذ بہذہ المذاہب الاربعۃ مصلحۃ وفی الاعراض عنہا مفسدۃ کبیرۃ"۔ مذاہب اربعۃ کی تقلید سے خروج کو شاہ صاحبؒ بڑا مفسدہ فرماتے ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ نے اگرچہ بعض مسائل میں وسعت نظری کا ثبوت دیا اور بعض فقہی جزئیات کے ساتھ اختلاف بھی کیا ہے۔ مگر جو کچھ بھی انہوں نے فرمایا ہے۔ وہ بھی مذہب حنفی ہے اور اس سے خارج نہیں۔ کیونکہ فقہ حنفی حضرت امام اعظم اور ان کے قابل قدر تلامذہ اور اس کے بعد جصاص

رازیؒ طحاویؒ اور کرخیؒ وغیرہ وغیرہ فقہاء کرامؒ کی تخریجات کا نام ہے اور ان میں سے کسی کا قول بھی لینا فقہ حنفی کے تحت ہے نہ کہ اس سے باہر۔ مگر فہم شرط ہے۔ ع یہ اپنی حد نظر ہے کسی کی دید کہاں۔

حضرت شاہ صاحبؒ علماً و تمدیناً حنفی و شافعی تھے یعنی دونوں طریقوں کی تعلیم برابر دیتے تھے۔ اور آپ کے اساتذہ بھی دونوں قسم کے بزرگ تھے، مگر عملاً آپ حنفی طریقہ کی پابندی کرتے تھے اور اسی کو ضروری سمجھتے تھے۔ بعینہٖ یہی طریقہ آپ کے جلیل القدر پوتے شاہ شہیدؒ کا تھا۔ حضرت شاہ شہیدؒ نے ایک رسالہ رفع الیدین فی الصلوٰۃ کے موضوع پر تحریر فرمایا ہے۔ جس کا حاصل اولویت رفع عند الرکوع وغیرہ ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ تارک کا عمل بھی سنت کے خلاف نہیں ہوگا۔ اور اس پر کسی قسم کی ملامت نہیں ہوگی حالانکہ اس قسم کا قول بعض دیگر علماء احناف کا بھی ہے۔ لیکن غیر مقلدین حضرات اس سے حضرت شاہ شہیدؒ کی غیر مقلدیت ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔ فیا للاسف۔ حالانکہ اسی رسالہ میں شاہ شہیدؒ ائمہ اربعہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ "لا سیما المجتہدین الاربعۃ الذین ہم ارکان الدین و اعمدۃ الاسلام" (تنویر العینین ص۴۹ طبع لودھیانہ) حضرت شہیدؒ تو ائمہ اربعہ کو دین کے ارکان اور اسلام کے ستون فرما رہے ہیں۔ آپ خود ہی انصاف سے فرمائیے کہ کیا ان ائمہ کرامؒ کی تقلید کرنے والے حضرات مشرک اور بدعتی ہیں؟ اگر یہ نظریہ ٹھیک ہے تو اٹھانوے ۹۸ فیصدی امت تقریباً مشرک اور بدعتی ٹھہرے گی۔ اور معدودے چند افراد ہی کہیں مسلمان قرار پائینگے۔

تکملہ مجمع البحار ج ۳ ص۵۲۷ میں مشہور محدث حضرت علامہ محمد طاہر پٹنی لکھتے ہیں "اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک امام ابو حنیفہؒ کی مقبولیت کا کوئی خاص راز نہ ہوتا تو امت کا ایک نصف حصہ کبھی بھی ان کی تقلید پر اکٹھا نہ ہوتا" (بصائر ص۱) مگر اس کے باوجود آپ غیر مقلد حضرات کو دیکھیں گے کہ وہ مقلدین کو بالخصوص احناف کو لبا اوصاف مشرک و مبتدع اور تقلیدی جمود کا شکار۔ "اندھی تقلید کرنے والے" اور تعصب کا شکار۔ حدیث کی مخالفت کرنے والے۔ لکیر کے فقیر۔ سنت کے دشمن وغیرہ وغیرہ القاب سے یاد کرتے ہیں۔ فالی المشتکیٰ۔

یہ طرز عمل ان ہی لوگوں کا ہوسکتا ہے جو اکابر ائمہ کے ساتھ بغض و نفرت رکھتے ہیں مگر سب لوگ ایسے نہیں ہوسکتے۔ خدا شاہد ہے کہ ہمارے دلوں میں ان غیر مقلدین کے خلاف قطعاً عناد یا تعصب کا ادنیٰ سا جذبہ بھی نہیں، جو غیر متعصب اور معتدل ہیں جو اپنے فہم و دانست کے مطابق ظواہر نصوص و احادیث نبویہ پر عمل کرتے ہیں۔

اور ائمہ اربعہ اور دیگر اکابر علماء و فقہاء جو مقلد تھے، وہ جو تقلید شخصی کرتے تھے۔ ان کو برا نہیں کہتے۔ کیونکہ تمام مقلدین کو مشرک، بدعتی اور گمراہ کہنے کے بعد خود ہی غور فرمائیں کہ امت کا کتنا حصہ رہ جاتا ہے جو حق و صداقت کا علمبردار ہو۔ اسی طرح جو لوگ قراءۃ فاتحہ خلف الامام کی فرضیت ثابت کرنے کی انتہائی کوشش کرتے ہیں اور نہ پڑھنے والوں پر قطعیۃ فتویٰ صادر کرتے ہیں کہ ان کی نماز نہیں ہوتی۔ کیا یہ سینہ زوری اور بلا وجہ غلو و تشدد نہیں؟ کیا اب دراصل علماء مذہب حنفی اور عوام جو بغیر قراءۃ فاتحہ خلف الامام اپنی نمازیں پڑھتے رہتے ہیں۔ کیا ان سب کی نمازیں ضائع ہونگی؟ اور اسی طرح طلاق ثلاثہ کو ایک بنا دیا جب صحابہ سے لیکر آج تک جمہور امت کے مسلک سے مختلف راہ چلے۔ اور ان کو تخطئہ کرنا یہ کونسا انصاف ہے؟ اور صرف حضرت امام ابو حنیفہؒ کی مخالفت کو ہی انتہائی درجہ کی نیکی سمجھنا یہ کیسی دینداری ہے؟ (اعاذنا اللّٰہ من سوء الفہم والعصبیۃ والتعصب)۔

حضرت شاہ رفیع الدینؒ کی تصانیف کا اجمالی تعارف

(۱) ترجمہ قرآن کریم — یہ ترجمہ اردو زبان میں ہے جس میں تحت اللفظ ترجمہ ہے اور نہایت مفید ہے۔ اگر کوئی مجھ سے سوال کرے کہ قرآن کریم کا سب سے اہم ترجمہ کونسا ہے تو میرا جواب یقینی یہ ہوگا کہ لفظی ترجمہ میں شاہ رفیع الدینؒ کا ترجمہ سب سے اچھا ہے اور بامحاورہ ترجمہ میں شاہ عبد القادرؒ کا ترجمہ سب سے فصیح اور سب سے لطیف ہے۔ اگرچہ اردو زبان نے بہت ترقی کرلی ہے مگر پھر بھی ان دونوں ترجموں کا جواب نہیں۔ یہ بارہا طبع ہو چکے ہیں اور الگ علیحدہ بھی طباعت تاج کمپنی نے کرائی ہے۔

(۲) قیامت نامہ یا علامات قیامت — اس رسالہ میں شاہ رفیع الدینؒ نے قیامت کے بارہ میں جو جو احوال و کوائف وغیرہ احادیث سے ثابت ہیں انہیں نہایت ہی موثر پیرایہ میں جمع کیا ہے۔ اصل میں یہ ایک مجلس کے اندر شاہ صاحبؒ نے وعظ کی شکل میں ارشادات پیش کئے تھے جو احباب نے ضبط کر کے اس کو کتابی شکل میں مرتب کیا۔ یہ رسالہ فارسی زبان میں ہے اور نہایت عبرت افروز اور نصیحت افزا ہے۔ آخرت کی زندگی کا پورا نقشہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے اور اس کا اردو ترجمہ بھی بارہا طبع ہو چکا ہے۔ حضرت شاہ رفیع الدینؒ کی تمام تصانیف میں سے ترجمہ قرآن کریم کے بعد غالباً یہ قیامت نامہ ہی ایک ایسا رسالہ ہے جس سے عوام فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ حضرت شاہ رفیع الدینؒ کی اکثر کتابیں ایسی ہیں جن سے صرف خواص ہی مستفید ہو سکتے ہیں اور انہیں کی خاطر تصنیف کی گئی ہیں۔

(۳) اسرار المحبۃ: یہ کتاب عربی زبان میں ہے اور خواص کے لئے لکھی گئی ہے تاکہ ان کے اذہان کو حضرت
شاہ ولی اللہؒ کے فلسفہ (حکمت ولی اللہی) کے قریب کیا جا سکے۔

حکمت ولی اللہی شاہ ولی اللہؒ کا فلسفہ دراصل حکمت اسلامیہ کا دوسرا نام ہے۔ اس میں دین قیم کی وہ باتیں
بیان کی گئی ہیں جو عوام کے اذہان میں نہیں آسکتیں بلکہ دین اور مذہب کی واقفیت کے بعد جو لوگ اس کے احکام
اسرار و حکم اور ان کی جامعیت و باریکیوں کو جاننا چاہتے ہیں اور اس کی قانونی اور تشریعی حیثیت اور اس کی
ہمہ گیری وغیرہ کو معلوم کرنا چاہتے ہیں ان کے لئے یہ لکھی گئی ہے۔ اس میں جس طرح کلام، شریعت اور احکام کے اسرار
و رموز، حکم و مصالح پر بحث کی گئی ہے اسی طرح طریقت، حقیقت، معرفت، تصوف، سلوک، حقائق، علوم دینیہ،
حدیث و تفسیر، فقہ، علم کلام، تاریخ، اقتصادیات، معاشیات، نظام حکومت، تمدن، فلسفہ، علوم آلیہ وغیرہ بھی
زیر بحث لائے گئے ہیں۔ غرض علوم و فنون کے سب ہی گوشے زیر بحث آجاتے ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ کے فلسفہ کی
بعض باتیں اگر الگ نکالی جائیں تو وہ دوسرے مفکروں کی بعض باتوں سے ملتی ہیں اور وسعت و جامعیت کے اعتبار سے دیکھا جائے
تو شاہ صاحب خود ایک مستقل فلسفہ کے بانی اور امام ہیں۔ حضرت شاہ صاحب کا فلسفہ کافی مشکل ہے۔ کیونکہ
اس میں عقلی و نقلی دلائل و براہین کے ساتھ ساتھ کشف و مشاہدہ کو بھی بڑا دخل ہے۔ جس سے کم صاحب علم یا کم
استعداد کے لوگ بآسانی فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ حضرت شاہ شہیدؒ نے اس فلسفہ کی تسہیل و تفہیم یا تقریب کے
لئے اپنی کتاب عبقات تصنیف فرمائی ہے جس کا سب سے بڑا مقصد اپنے جد امجد کی حکمت کو سمجھنے کے لئے
گویا ایک مفتاح فراہم کرنا ہے لیکن ضمناً یہ بات بھی پیش نظر ہے کہ شاہ صاحب کی طرح گذشتہ بزرگ مثلاً حضرت
الشیخ الاکبر محی الدین ابن عربیؒ اور حضرت مجدد الف ثانیؒ اور بعض دیگر اکابر کے کلام کو بھی اس کتاب کی مدد
سے سمجھا جا سکے۔ جنہوں نے حقائق و معارف سے اور ان غامض علوم سے بحث کی ہے جو اکثر محققین اور راسخین
کی دسترس سے بھی بالا ہیں۔ اسی طرح حضرت شاہ رفیع الدینؒ نے بھی بعض رسائل ایسے تحریر فرمائے ہیں۔
جن کی مدد سے حکمت ولی اللہی کی تقریب و تحصیل میں سہولت پیدا ہو سکتی ہے۔ چنانچہ یہ کتاب اسرار المحبۃ بھی
اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ یہ رسالہ اپنے موضوع پر ایک بے نظیر رسالہ ہے اس میں یہ بتایا ہے کہ محبت
تمام اشیاء میں جاری و ساری ہے۔ اور قرآن مجید میں محبت کے متعلق جو آیات وارد ہوئی ہیں اور اسی طرح بعض

معلومات جن میں محبت کا ذکر ہے ان کی کچھ تشریح و تفصیل بھی کی گئی ہے اور ان سے جو قیمتی ضوابط و اصول اخذ کئے
جا سکتے ہیں ان کو نہایت ہی حکیمانہ طریق پر مختصراً بیان کیا ہے۔ اس کتاب کے تین حصے ہیں تحصیل تفصیل تذییل
اس باب کی ایک مختصر اور نفیس کتاب جو اپنے موضوع پر بے مثل ہے اور لاجواب ہے شاید ہی لکھی گئی ہو ظہیر
بلگرامی صاحب کا ایک رسالہ فارسی زبان میں اس موضوع پر موجود ہے مگر اس کو شاہ صاحب کی کتاب سے ایسی
نسبت بھی نہیں جیسے کہ فارسی زبان کی بعض کتب کو گلستان کے ساتھ۔ لیکن نہایت ہی افسوس کی بات ہے
کہ ابتک یہ قیمتی کتاب طبع نہیں ہوئی۔ جل شعبہ شائع بعد ذالک امام انقلاب امام سیاست مجاہد کبیر مفکر قرآن
مولانا عبید اللہ سندھی نے ۱۹۴۰ء میں شاہ ولی اللہ کی سیاسی تحریک شائع کرائی تو ان کی وساطت سے
شاہ صاحب کی حسن کتابوں کا علم ہوا ورنہ کوششوں میں ہی چھپی پڑی تھیں۔ غالباً اسی طرح بہت سے اکابر
و اسلاف کی بھی تصنیفات و تالیفات و آثار کا انکار ہو چکے ہیں جن سے خلاف محروم ہیں۔ واللہ المستعان۔
محبت کا ایک قلمی نسخہ ڈاکٹر مولوی محمد شفیع صاحب سابق پرنسپل اورینٹل کالج لاہور و حال اردو دائرہ معارف
پیپلیا آف اسلام شعبہ اردو پنجاب یونیورسٹی کے ذاتی کتب خانہ میں موجود ہے کاتب حروف نے خط و کتابت کے
ذریعہ دریافت کیا اور پھر خود حاضر ہو کر کتاب کو دیکھا۔ خیال تھا کہ اس کی نقل لیکر اسے شائع کرانے کی سعی کی
جائے۔ مگر نہایت افسوس ہوا کہ کتاب اسقدر بوسیدہ ہو چکی ہے کہ بہت سے مقامات سے ناقابل استفادہ ہے
اس کے چھیانوے صفحات ہیں اور روح اللہ طوسی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے۔ اس کے آخر میں تاریخ
درج ہے پرانے زمانہ کا دستی دبیز کاغذ ہے۔ سیاہی نہایت عمدہ ہے الفاظ بھی بہت حسین اور خوشخط لکھے ہوئے
ہیں مگر جگہ جگہ کرم خوردہ ہونے کی وجہ سے اکثر حصے کے حروف و الفاظ اور جملے غائب ہیں جس سے استفادہ ناممکن ہے

(۴) تکمیل الاذہان۔ فلسفہ ولی اللہی کی تشریح و توضیح کے لئے یہ رسالہ بھی بہت اہمیت رکھتا ہے اور
اس سلسلہ میں نہایت ہی کارآمد ہے اس میں چار باب ہیں منطق، فن تحصیل، امور عامہ، تحقیق الآراء حضرت
مولانا عبید اللہ صاحب سندھی نے اس کتاب کی بہت تعریف کی ہے۔ کہ ایسی جامع کتاب اس سے قبل نہیں
لکھی گئی۔ اس کی طباعت بھی غالباً ابتک نہیں ہوئی۔ واللہ تعالے اعلم۔

(۵) تفسیر آیت نور۔ آیت نور کی تفسیر میں گذشتہ حکماء نے جو کچھ بیان کیا ہے ان کے اقوال و آراء کو اس

میں جمع کیا ہے۔ شاہ رفیع الدین ؒ نے فرمایا ہے کہ حقائق اشیاء سے بحث کرنے والے اس سے قبل چار فرقے گذرے ہیں محدثین، علماء صوفیہ کرام، متکلمین، حکماء (اشراقیین و مشائیین) ان کے علاوہ ایک پانچواں گروہ بھی ہے جو حقائق سے بحث کرنے والا ہے اس فریق کے امام انہوں نے حضرت شاہ ولی اللہ ؒ کو بتلایا ہیں اور پھر ان کے بارہ میں فرمایا ہے کہ "وہو امام فذ لک وجعہم عملا" یعنی حضرت شاہ ولی اللہ صاحب ؒ ان تمام سے بڑھ کر وسیع فکر اور جامعیت رکھنے والے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۶) دمغ الباطل — یہ کتاب علم الحقائق کے بیان پر مشتمل ہے۔ رسالہ الحمیۃ اور دمغ الباطل کا ذکر الشیخ المحدث محسن ترہتی ؒ نے الیانع الجنی میں کیا ہے اور ان کی بہت تعریف کی ہے۔

(۷) رسالہ سماعۃ العرش — یہ فارسی زبان میں ہے اس میں سمۃ العرش کی تحقیق ہے بہت ہی مختصر اور اچھا رسالہ ہے۔ شان فکر میں بہت ہی بلندی پیدا کرتا ہے۔ دقیق ہے حضرت شاہ عبدالعزیز ؒ نے اس رسالہ کا اہم حصہ اپنی تفسیر عزیزی میں نقل کر دیا ہے۔

(۸) رسالہ محبت — یہ بھی فارسی زبان میں ہے اس میں محبت کی حقیقت محبت کی ضرورت فوائد اور اس کی چار قسمیں اور ان کی کسی قدر وضاحت بیان فرمائی ہے یہ بھی اچھا رسالہ ہے۔

(۹) رسالہ شرح چہل کاف — یہ عربی زبان میں ہے اس رسالہ میں چہل کاف جو ایک مشہور دعا ہے جس میں چالیس کاف آتے ہیں بہت سے بزرگوں کے معمولات میں سے ہے جو حروں میں ہے یہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ؒ کی طرف منسوب ہے۔ اس کی شرح اور فوائد اور طریقہ فوائد کی تحریر فرمایا ہے۔

(۱۰) رسالہ شرح رباعیات — یہ فارسی زبان میں ایک مختصر سا رسالہ ہے اسمیں فارسی زبان کی دو رباعیاں ہیں جن میں انسانی حقیقت اور انسان کا تعلق اور قرب اللہ جل شانہ کے ساتھ بیان کیا گیا ہے حضرت شاہ رفیع الدین ؒ نے ان رباعیوں کی شرح لکھی ہے۔ مگر نہایت ہی دقیق ہے اور یہ علم الحقائق سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے لئے مفید ہے اور وہی اس سے کما حقہ استفادہ کر سکتے ہیں۔ اہل علم بھی اس کی بعض باتوں سے محظوظ و مستفید ہو سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱۱) رسالہ نذور و ذبائح گان — یہ فارسی زبان میں ہے اور اس رسالہ میں اس مسئلہ کی تحقیق کی گئی ہے کہ بعض

لوگ بزرگوں کے مزارات پر نذرانے لے جاتے ہیں ان کا کیا حکم ہے۔ اس کی متعدد صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ خاص اس بزرگ کے نام پر نذر کرے اس کا تقرب و تعبد مقصود ہو اس کے متعلق تو شاہ رفیع الدینؒ فرماتے ہیں "در تحقیق بعض رسائل اولیا است حرام است کہ داخل در عبادت است کہ الانذر لغیر اللہ" لیکن اگر محض اولیاء یا اصحاب مزار کے لئے نہیں تو اس کی بھی متعدد صورتیں ہیں اور احکام جدا جدا ہیں اسکی پوری وضاحت فرمائی ہے۔ یہ رسالہ ان لوگوں کے لئے یقیناً بصیرت افروز ہوگا جو نذر کی حرام اور جائز، مستحب اور غیر اولیٰ بعض صورتیں جاننا چاہتے ہیں اور اس سے کافی صورت ان لوگوں کو حاصل ہوگی جو ان مسائل کی تحقیقات کے طلبگار رہتے ہیں گو یہ اس وقت بعض لوگوں کی جہالت یا تعصب کی وجہ سے بعض نفس جائز صورتوں کو ترک کرنا ہی بہتر ہوگا تاکہ عوام بھی غلط عقیدہ و نظریہ میں مبتلا نہ ہو جائیں آخر "لا تقولوا امنا قولوا اسلمنا" ایسے ہی لوگوں کے لئے نازل ہوا ہے اور فقہاء احناف کی نظر بصیرت بھی اس کا حساب کر گئی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۱۲) رسالہ جوابات سوالات اثنا عشر۔ فارسی میں ہے۔ نام سے ہی ظاہر ہے کہ اس میں بارہ سوالات کے جوابات ہیں۔ ان میں سے بعض فقہی سوالات ہیں اور بعض علم کلام سے متعلق ہیں جیسے رؤیت باری تعالیٰ کا مسئلہ جو اہل سنت اور معتزلہ کے درمیان معرکۃ الآراء مسئلہ ہے حضرت شاہ صاحب نے اختصار سے اس کی بہت اچھی تحقیق کی ہے۔ اگر اس کو غور سے پڑھا جائے تو بہت سے اشکالات اس سے حل ہو جاتے ہیں اور مسئلہ کی حقیقت بھی ذہن نشین ہو جاتی ہے اور اسی طرح کفار کا مسلمانوں کی املاک پر قابض ہو کر متصرف ہونا یا مسلمانوں کا کفار کی املاک پر قابض و متصرف ہونا یہ مسئلہ بھی واضح کیا گیا ہے اور اس مسئلہ کی بعض جزئیات تو موجودہ دور میں بھی زیر بحث آتی ہیں اور آتی رہتی ہیں اس لئے بھی یہ مفید ہے اسی طرح ایک سوال کے جواب میں کعبہ کی حقیقت کی طرف بھی کچھ اشارات ہیں الغرض کہ یہ رسالہ بھی عجیب بصیرت افزا ہے۔

(۱۳) رسالہ شرح برہان العاشقین۔ فارسی زبان میں ہے حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو درازؒ کے ایک مختصر ترین رسالہ "برہان العاشقین" معما یا معمہ کی شرح ہے حضرت گیسو درازؒ نے انسان کی ترقی کے تمام مکانی مدارج۔ ادنیٰ درجہ سے انتہائی اعلیٰ مراتب تک ایک قصہ اور چیستان یا رمز و اشارہ کی زبان میں بیان کئے ہیں۔ اسکی شرح حضرت شاہ رفیع الدینؒ نے اپنی اختصار پسند طبع کے مطابق نہایت ہی اختصار سے مگر نہایت ہی مفید طریق پر تحریر

فرمائی ہے۔ اہل علم کے لئے عجیب چیز ہے۔

(۱۴) رسالہ اذان نماز۔ فارسی زبان میں ہے اس رسالہ میں حضرت نے اذان کے کلمات کے تکرار کی حکمت بیان فرمائی ہے اور کلمات اذان کی تشریح بھی نہایت عجیب طریق پر بیان فرمائی ہے بے نظیر رسالہ ہے اس رسالہ سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت شاہ صاحبؒ کو اسلام کے حقائق سمجھنے کا کس طرح اور کتنا بہرہ وافر عطا فرمایا تھا۔ و ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

(۱۵) رسالہ فوائد نماز۔ فارسی زبان میں مختصر سا رسالہ ہے۔ سالکان طریقت اور واصلان حقیقت کی آگاہی کیلئے لکھا گیا ہے نماز کی حقیقت اور مخلوقات کے مختلف طبقات کی نمازوں کا الگ الگ بیان بہت دقیق اور عجیب و غریب ہے۔

(۱۶) فتاویٰ شاہ رفیع الدینؒ۔ فارسی زبان میں ہے اور مختلف فقہی اعتقادی الغرض کہ چند اصولی و فروعی سوالات کے جوابات پر مشتمل ہے اور بعض مسائل کی تحقیق تو بہت ہی اعلیٰ و قابل قدر ہے اصحاب فتاویٰ کے لئے بہت النفع ہے۔

(۱۷) رسالہ در رد و رازی۔ رسالہ جوابات سوالات [illegible] کا حوالہ شاہ صاحب نے دیا ہے۔ واللہ اعلم ممکن ہے کہ ان کتب و رسائل کے علاوہ بھی حضرت شاہ رفیع الدینؒ کی اور کتابیں اور رسائل ہوں مگر ہمارے علم میں نہیں ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مجموعہ رسائل شاہ رفیع الدینؒ اس وقت ناظرین کرام کے سامنے جو مجموعہ پیش کیا جا رہا ہے جس میں مؤخر الذکر دس رسائل (رسالہ اذانِ نماز۔ رسالہ فوائد نماز۔ رسالہ حملۃ العرش۔ رسالہ بیعت۔ رسالہ شرح رباعیات۔ رسالہ شرح چہل کاف۔ رسالہ شرح برہان العاشقین۔ رسالہ نذور بزرگان۔ رسالہ جوابات سوالات اثنا عشرہ اور فتاویٰ) ہیں۔ ان کو شائع کرنیکا مقصد صرف یہ ہے کہ اہل علم اور قدردان حضرات کے سامنے اپنے اسلاف کرام کے علمی تبرکات اور تحقیقی جواہر پارے پیش کئے جائیں تاکہ اہل علم حضرات اکابر و اسلاف کے بلند پایہ مضامین سے خود مستفید ہوں اور دین میں رسوخ و ثبات الیقین و اذعان اور اپنے تحقیقی کاموں میں تثبت و پختگی حاصل کریں اور اہل ظواہر کی طرح صرف سطحی طور پر ظاہر پرست ہی نہ بنیں اور نہ فلاسفہ اور ارباب اعتزال قدیم و جدید اور اصحاب الحاد و زیغ کی طرح صرف عقلیات کے ہی دلدادہ بن جائیں

اذانِ نماز

(۱) وَإِذَا نَادَيْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوهَا هُزُوًا وَلَعِبًا ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ - (المائدة)

(۲) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللّٰهِ - (الجمعة)

(۳) عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا یسمع مدی صوت المؤذن جن ولا انس ولا شیٔ الا شہد لہ یوم القیامۃ - (بخاری)

(سوالی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بدانکه صیغهٔ اذان باین ترتیب از امور توقیفیه است که

اولاً۔ بواسطهٔ تعلیم ملک در منام عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ[1] تنزل یافته۔

وثانیاً۔ بموافقت منام امیر المؤمنین حضرت عمر[2] رضی اللہ عنه اعتبار و وثوق پذیرفته۔

وثالثاً۔ بتقریر جناب نبوی صلی اللہ علیه وسلم که لامحاله برآن نموده و گفته۔ اِنَّهَا لَرُؤْیَا حَقٌّ[3] مرتبه وحی یافته۔

ورابعاً۔ بافاده چندین اشارات قرآن مجید حکم تنزیل گرفته۔

وجناب سرور عالم صلی اللہ علیه وسلم در دعاء آخر اذان بدعوة تامه صفت فرموده اند۔

پس لازم است که این ترتیب خالی از حکمت و نکته معتبر نباشد۔

در تحته ازین فقیر سوال نموده شد که ترک اعاده مضمون رسالت باوجود اعاده مضمون توحید چه نکته دارد۔

بیانش آنکه۔ اهم مهمات دین توحید است۔

وتوحید بدلالت کریمه۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ دو شعبه دارد۔

توحید در عبادت، وتوحید در استعانت۔

توحید در عبادت اگرچه مقصد حقیقی است که۔ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ[4]۔

ومضمون اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ[5] جابجا وارد است۔

اما توحید استعانت نیز از جمله مقاصد مهمه است، ازانکه ثمرهٔ دوست۔

[1] رواه ابوداود ... [illegible] ... [2] جزو حدیث ابی داؤد المذکور۔ [3] هو الیقه فی روایة المذکورة۔ [4] الذاریات آیت ۵۶۔ [5] سورة الرعد آیت ۳۶

وایں قسم ثانی را چہار درجہ است۔

یکے[1] تسخیر و تقیید بندگان در حکم مخصوص مانند صوم و افطار یا حج و احرام، تکبیر اول اشارہ باین است۔

درجہ[2] دوم عام تر ازیں، و آں تسخیر و تقیید است باعتبار شروع ساختن دین اسلام بعبادات و معاملات و آداب، و اخلاق، و علوم، و اعتقادات، تکبیر ثانی اشارہ باین است۔

وایں ہر دو شعبہ فیض تشریعی است کہ تفصیل و شرح توحید فی العبادۃ است، و این توجہ اصل و منشا الہیت

پس در عقب او گفتہ شد۔ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ۔

سوم[3] تسخیر و تقیید نوع انسان است از روئے ایجاد و ترتیب بر خدمات معاشی و معادی تکبیر سوم اشارہ باوست۔

چہارم[4] تسخیر و تقیید است تمام عالم را بتصرف تام در ذات و صفات مجموعہ مکونات تکبیر چہارم اشارہ بآنست

وایں ہر دو شعبہ فیض تکوینی است کہ مبنی و منشاء آں ظہور صفت الوہیت است، لہٰذا در عقب آن

ولله الحمد گفتہ شد۔ واللہ اعلم۔

(در عشرہ اخیر ماہ محرم سنہ ۱۳۲۳ھ تالیف نمودہ شد)

بقیہ صفحہ نمبر : ۱۰۵

ومؤید این معنی ست آنچہ مولانا رفیع الدین دہلوی علیہ الرحمۃ در استفتائے بعد تحقیق حد دارالحرب میفرمایند (باقی ماند سخن در جواز جمعہ، تحقیقش آنست کہ در اصل جمعہ یکجا میباید و در شہرہائے بسیار کلان دو جا تجویز کردہ اند، پس بنابریں دستور اذن حاکم لازم آمد ایراکہ در تعیین مکان و امام اہلِ جاہ و عزت مناقشہ میکنند، وچون دستور را مسلمانانِ از صدہا سال برہم زنند حاجتے بامام و اذن او نیست، ومعہذا در فتاوٰی عالمگیری تعمیم امام نمودہ کہ اگر مسلمانان شہرے را در امور دینی مطاع و متبوع سازند در اقامت جمعہ کفایت ست،

واز بعضے تواریخ دریافت می شود کہ اہل ماوراء النہر و عراق و عجم در وقت چنگیزی نماز جمعہ بعد ازیں ترک نکردہ اند، بنابریں در جائیکہ شروط دیگر متحقق باشد از نقصان والی اہل اسلام جمعہ باطل نگردد۔" (انتہی بقدر الحاجۃ)

الرسالۃ تذکرۃ الجمعۃ ص۔ از مولانا عبدالسلام ہنسوی (مترجم بزبان مطبوعہ انوار لکھنو ۱۸۵۸ء)

فوائدِ نماز

(۱) إِنَّنِیٓ أَنَا اللّٰهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنَا۠ فَاعْبُدْنِی وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِکْرِی

(طٰہٰ)

(۲) وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَلَذِکْرُ اللّٰهِ أَکْبَرُ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُونَ۔

(العنکبوت)

(۳) لاخیر فی دین لاصلوٰة فیه۔

(الحدیث)

"ثم ان التسبیح افضل من کلمة التوحید من جهة ان اللّٰه تعالی یسبح ایضاً و فی الکنی للدولابی عن عطاء ان اللّٰه تعالی یصلی و صلوته سبوح قدوس سبقت رحمتی غضبی" فیض الباری ص۲۲ ج۲

"قال البغوی قال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم: قالت بنو اسرائیل لموسیٰ یصلی ربنا فکبر هٰذا الکلام علی موسیٰ فاوحی اللّٰه الیه ان قل لهم انی اصلی وان صلاتی رحمتی وسعت کل شئ" تفسیر مظهری ص۳۸۵ ج۲

(سواتی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد از حمد حضرت معبود و درود بر جناب محبوب صلی اللہ علیہ وسلم و اصحاب مقبول و مسعود بندہ رفیع الدینؒ

بسالکان طریقت و واصلان حقیقت عرض میدارد۔

نماز عبادتے است جامع انواع عبادات بلکہ جامع عبادات الخلائق،

قیام نماز اشجار و عمارات،

و رکوع نماز بہائم

و سجود نماز حشرات سر بزمین،

و قعود نماز زمین و جبال،

و ذلت و دعای نماز آب و آتش،

و طہارت و تسبیح نماز ارواح و ملائک،

و کلمہ شہادت یک جزء است۔

و تلاوت قرآن یک جزء، و ذکر یک جزء، و دعا یک جزء، و صرف آب و جامہ یک شعبہ زکوٰۃ،

و توجہ کعبہ یک شعبہ حج، و امساک از اکل و شرب یک شعبہ صوم،

و مدافعہ شیطان در کسل و احادیث نفس شعبہ جہاد۔

واما نماز بے حضور دل اعتبارے ندارد۔

و علماء حضور دل در وقت تحریمہ بتصحیح نیت کافی داشتہ اند۔

لیکن در حدیث شریف تمام وارد شدہ کہ۔

نوشتہ نمی شود، نماز بندہ مگر آنچہ بفہمیدہ بجا آوردہ باشد، اگا ہے نوشتہ نمی شود، مگر نصف یا ثلث،
یا ربع و خمس و سدس یا سبع یا ثمن یا تسع یا عشر لہ

لہٰذا مستحب داشتہ اند کہ در ہر رکن چنداں توقف کند کہ ہر عضو مطمئن شود۔

و بنائے نماز بر موافقت زبان و جوارح و دل است۔

و چنان کہ ہر ذکر را نغمتے است، ہر حرکت را اشارتے بیکے از احوال قلب۔

پس مراد از رفع یدین در تحریمہ خدا را بزرگ دانستن، و زعم او دست بردار شدن، و ہر دو کون را در مقابل
حق پس پشت افگندن، و از قیام دست بستہ ہمچو غلامان روبرو در خدمت ایستادن،

و مراد از قراءۃ فاتحہ بعد ثنا، مناجات و عرض داشت نمودن۔

و در قراءۃ سورت بعد از اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ، کلام ہدایت التیام حق خواندن، و اقتدائے الٰہی بہ
تمکین ثابت گشتن۔

و در رکوع از ملاحظہ کمال عظمت و ہیبت معبود ملک، و از ملاحظہ حیا بر خود بقصور در بندگی سرنگون
دکردو تا گردیدن، بلکہ چون بندۂ گنہگار برائے فدائے جان گردن خود پیش سیف حاضر ساختن۔

و در سجود بملاحظہ کمال علو، و خود را در مذلت پستی و مقام مسکنی رہا، خاک برابر ساختن۔

و در مقام عذر تقصیرات جبہہ سائی و جبیں سائی نمودن۔

یا بدون قدمبوس سر بپائے محبوب نہادن۔

و در قعود بعد فراغ در خدمت منتظر حکم نشستن، و ہدایا و تحف و صلوٰۃ و سلام بر وسائط فیض فرستادن

و در اشارت سبابہ بر عقد توحید ثابت ماندن۔

و در سلام رسم قادم در ملاقات احباب، بعد رجوع از سفر عدم نیست کہ در محبوس ساختن چشم و
گوش و زبان و حرکت، از ہر سمت و کشتن دل و زبان در ادائے خدمت و ملاحظہ از مذکور الوہیت،
پیش آمدہ بود، بجا آوردن۔

لہ عن عمار بن یاسر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان الرجل لینصرف وما کتب لہ الا عشر صلاتہ تسعہا ثمنہا سبعہا سدسہا خمسہا ربعہا ثلثہا نصفہا (ابوداؤد ج ۱ ص۱۱۵) [illegible]

اما حضور دل در نماز درجه دارد که بطریق ترقی از ادنی باعلی مرقوم میگردد۔

اول آگاه بودن بارکان نماز در هر رکنے که باشد، و جناس همان رکن باشد،

دوم بطریق اجمال خود را در حضور حق دانستن، و حق سبحانه را مطلع و متوجه باحوال خود فهمیدن۔

سوم۔ در حرکت و سکون هر رکنے، یعنی آن رکن را در ان حال اشارت باوست مد نظر حسب حال ساختن

چهارم۔ همراه آن معنی تسبیحات و قرأة فهمیده در مناجات، و زاری کوشیدن، و در مقام عتاب ترسیدن

و در مقام عنایت درخواستن، و در مقام قصص و امثال عبرت گرفتن۔

پنجم۔ مصداق آن معانی را در عالم غیب، و شهادت و دنیا و آخرت بچشم دل مطالعه کردن، و لذت و کیفیت آن مقام گرفتن، و از جهانے بجهانے سیر بنظرے نمودن، این است درجات مومنان از صلحاء و علماء۔

ششم۔ آنکه تحریمه را چون موت اختیاری، قطع علائق ما سوا دانسته فهمیده، و قدم همت در ملکوت نهاده تجلیات[1] جزئیه ظهور گردد، بمقتضائے آداب حضور، و آثار بشهود ارکان و اذکار ادا ساختن، و این نماز اولیاء است۔

هفتم۔ آنکه خود را بمقام علیین یا مقام عرش رسانیده، تجلیات کلیه پیوسته در مشاهده حضرت رحمانیه که استواء بر عرش شان آن مرتبه است، امر و نهی بر خلاف حال و قبله بودن ملائک و ارواح را، و بمقتضائے حاجات عباد، از پیشگاه او مغلوب گشته بحسب ظهور فیض جلالی و جمالی آداب و ارکان بعمل آوردن، این نماز ملائکه است۔

هشتم۔ بانوار اسمائے الهی و اخلاق ربانی، که در کسوت این کلام معجز ظهور نموده، متجلی گشته و سر باز اسرار آنها در غیب، و شهادت، و دنیا و آخرت مشاهده کرده، و اشارات قدرت را فهمیده، بادائے شکر آن رکوع و سجود بجا آوردن این نماز عرفاء است۔

نهم۔ خود را به برکت متابعت در صفوف ورثهٔ انبیاء رسانیده، بهمین دقائق از راه کمال محرمیت و اختصاص خود را مخاطب و مراد یافتن، و این نماز انبیاء است۔

[1] تجلیات: حقیقت علمی و تجلی ارادی و صوری و سرور در آن تجلیات جزئیه و کلیه، تحقیقات تمهیدیه و غیرها را در کتاب طبقات از ص۱۷ تا ص۱۸ باید دید که از تصنیفات شاه شهید است و درین باب مفید است (اشرافی)

حملۃ العرش

(۱) وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۝ (الزمر)

(۲) اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ۝ (الغافر)

(۳) قال الامام احمد حدثنا عبد اللہ بن محمد هو ابن ابی شیبة ثنا عبدة بن سلیمان عن محمد بن اسحاق عن یعقوب بن عتبة عن عکرمة عن ابن عباس رضی اللہ عنهما قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم صدق امیة بن ابی الصلت فی شئ من شعره فقال رجل وثور تحت رجل یمینه والنسر للاخری ولیث مرصد فقال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم صدق فقال والشمس تطلع کل آخر لیلة حمراء یصبح لونها یتورد تأبی فما یطلع لنا فی رسلها الا معذبة والا تجلد فقال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم صدق وهذا اسناد جید - وهو یقتضی ان حملة العرش الیوم اربعة فاذا کان یوم القیامة کانوا ثمانیة کما قال تعالٰی ویحمل عرش ربك فوقهم یومئذ ثمانیة -

(ابن کثیر ج ۴ [illegible])

(سوانی)

وثانی ملکے است کہ رفیق ملک ثانی ست، و او راست علم حقائق اعمال و کیفیت تطور آنہا بگونان گون تشکلات در مرأة مثال راسخ، و شرح جہات اعمال از طاعات و معاصی کہ ہر یکے حقیقت شرعیہ است منجاوزہ، و موازین سعادت و شقاوت و اجزیہ احوال و اقوال و اعمال در صور معتقدات و ملکات ۔

وثالث رفیق ملک ثالث ست و او راست علم توابع ناس و معاملات و حقوق العباد و فصل خصومات و وجوہ مقاصہ کفارات و سیئات و محو و اثبات الوان مسلوب با ہمدیگر، و تشخیص درجات اہل تفاضل از تابعین و سالکین، و ضوابط مصالح و مقاصد و اعذار ۔

ورابع ملکے ست کہ رفیق ملک رابع ست، و او راست علم ثمرات احوال و مشاہدات و مراتب اہل رؤیۃ حق تعالیٰ، و ربط احوال با اسمائے الٰہیہ کہ مبادی آنست، و قدر ظہور ہر اسم در شیح خود قوۃ و ضعفاً. و تحدید منازل از ارتفاع حجب و انکشاف ذات و اخلاص عاملین، و تخلق و تحقق باشد، و ما یلائم ذالک، ایں ست آنچہ نور توفیق در حالت اعتبار آں راہ نمودہ. و وجدان ایما می کند کہ کیفیت حمل ایں جماعت چناں باشد کہ قائمہ کہ

(بقیہ حاشیہ ص۱۲) تا در دار و گیر وقت حکم حاضر باشند، و خلعت خانہ و عقوبت خانہ ہر دو گرم میشوند، ہمیں صورت مہیبہ با تقریبات رنگا رنگ در آیات قرآنی و اخبار نبوی شرح و بسط فرمودہ اند. پس مراد از عرش درینجا نہ آں عرش عظیم ست کہ محیط جمیع اجسام ست و آں را آں روز انتقال از مکان خود فہمیدہ شود. بلکہ عرشے دیگر ست کہ تجلی عدالت الٰہی بر آں جسم عظیم القدر نزول مستوی شدہ در عرصات ظہور خواہد فرمود. چنانچہ در آیت دیگر در سورۃ زمر مذکور ست. کہ
وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَجِيْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ. تا آنکہ فرمودہ اند وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ. لیکن درینجا باید دانست کہ ایں تشبیہ معقول بمحسوس کہ در شرائع وارد ست از محض تصویر و تخییل ست کہ برائے ترغیب و ترہیب عوام بکار بردہ باشند بے آنکہ حقیقتے داشتہ باشد. چنانچہ معتزلہ و فلسفی مزاجان می فہمند، و براں می نازند بلکہ ایں تشبیہ خفیف ست بے مجاز. زیراکہ ذات او تعالیٰ بصفت ظہور و تجلی و دنو و تدلی ثابت است باوجود آنکہ در مرتبۂ تنزیہہ علی متمکن باشد. میتواند کہ بہر رنگ خود را جلوہ دہد و ظہور فرماید. چنانچہ در قصہ آتش طور و در قصہ لن ترانی مصرح و واشگاف فرمودہ اند. پس درین مقامات از جمع و مآب بندگان ست. ہم در دنیا و ہم در آخرت ذات او تعالیٰ متجلی ست و احکام او تعالیٰ جاری ست و نافذ و فرق در عقیدۂ اہل شرع و فلسفیہ باثبات تجلیات ست و بس بلکہ اگر تامل وافی بکار بردہ شود و در اخبار شرعیہ امعان نظر کردہ آید عقیدۂ تشبیہ و تنزیہ ہر دو انطباق پیدا می کنند. تشبیہ در تجلیات و ظہورات است. و تنزیہ در حقیقت و ذات ۔ ۱۲ (سواتی)

مواجهٔ خندق بدان است مقام ملک رابع است. و جانب یمین آن مقام ملک ثانی است و جانب یسار مقام ملک ثالث و جانب خلف مقام اول۔

اما مخفی نباشد که این جمله مقام باعتبار اندراج در ضمن هبه وجدانیه رحمانی مستوی و نعاکس انواریکه در دیگرے. و اقتضاء نشأة سابقه تجردهٔ دبسیارے از معرفت ہمہ اسمائے الٰہی و حوالی ذات و حرف ہمت در استنتاج غایت تنزلها و تسعون اند مضمون اَللّٰهُمَّ نَحْمَدُكَ وَنَعْرِفُكَ و مجازہ در تسبیح سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى حِلْمِكَ بَعْدَ عِلْمِكَ وَسُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ عَلٰى عَفْوِكَ بَعْدَ قُدْرَتِكَ. ازیں مقام است. واللّٰه اعلم بالصواب

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اَوَّلًا وَّآخِرًا وَّبَاطِنًا وَّظَاهِرًا. وَالصَّلٰوةُ عَلٰى خَاتَمِ سِرِّهٖ وَحَامِلِ لِوَائِهٖ

مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ الطَّيِّبِيْنَ وَاَصْحَابِهِ الْوَاثِقِيْنَ.

شرحِ رُباعیات

دائم دلِ من پیشِ تو حاضر باشد
چشم برخِ خوبِ تو ناظر باشد
در مذہبِ ما شرکِ جلی ست و صریح
گر سوئے دگر خطرۂ خاطر باشد

و درین حال غیبت از عالم رجوع مع طریق حضور وحصول باشد حاصل گردد۔ و وقت لمعان و تشعشعان آن تمام اجزاء بدن روح را فرو گیرد۔ و مشار الیہ سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہٖ گردد۔ و روح ہمہ اش مثل شعلۂ نورانی الٰہی گردد۔

این معنی را حصول علم و ظہور تصرفات محض بجہت بے مباشرت اسباب و معرفت ایں وجدانیہ بجناب الٰہی جل شانہ بروضعے کہ مصداق سائر صفات کمالیہ باشد۔ و نگین است تمتن طالبان بصبغۃ اللہ در رفقۃ العین و سریان دوائے این نفس جزئیہ در حظیرۃ القدس و ترشح دوائی آن مواطن درین نفس از راہ آئین اتصال و محاذات معنوی۔ و تداخل صفات بمعنی انتساب و اوردات این نفس بجناب واد مثل قال اللہ تعالیٰ علی لسان عبدہ سمع اللہ لمن حمدہ و بالعکس لازم خواہد بود۔

و معاملۂ طرفین مع جہت اتصال جمالی و مشاہدہ روحانی میسر خواہد گردید۔

و بعد تحقق باللہ درین و معاملۂ است عجیب نمونۂ اسم الٰہی کہ الرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی[1] شرح آنست اما چہ عرش و سائر افلاک نیز اجرام نسمیہ اند کہ ہمہ آن علم و ارادہ است و بسبب شیوع و قوت و احاطۂ آن تجلی کلی باین نمونہ قدسی اضعف مضاعف از نسبت معنوفۂ قلب بالمحیط افلاک

البقیہ حاشیہ ۲۵ او را پیر تر سر یان نور آوردہ و ظلمت ہمہ را زدودہ و بنجیر حقیقی متنبہ گردانیدہ باین سبب نفس ابروات بہت نخوت محض مت گشت (۲۵)

و حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی در تفسیر مظہری گفتہ اند کہ روشن مصباح است کنایہ از مرتبہ ذات است کہ شرقی و غربی بودن از آن منتفی است۔ و یکاد زیتہا یضیئی و لو لم تمسسہ نار کنایہ از مرتبہ شیون و اعتبارات است کہ در مرتبہ ذات مندرج است۔ و مصباح کنایہ از مرتبہ صفات است کہ زائد بر ذات اند و حیثیت مصدر ظہور آثار گشتہ و زجاجہ کنایہ از مرتبہ ظلال است۔ و مشکوٰۃ کنایہ از عالم امکان است۔ حاصل آنکہ نور شجرہ مبارکہ ذات بتوسط اضافات ذاتیہ شیونات مصباح صفات را اضاءت بخشیدہ۔ و بتوسط مصباح صفات زجاجہ ظلال را درخشان کانہا کوکب دری ساختہ۔ و بتوسط زجاجہ ظلال ظلمت عالم امکان و ظلمت کفر از مشکوٰۃ قلوب و صدور المومنین و ظلمت غفلت و شرک خفی از مشکوٰۃ قلوب العارفین برطرف ساختہ۔ نور علی نور۔ منصۂ ظہور آمدہ قولہ یہدی اللہ لنورہ من یشاء عبارت است از ہدایت کردن عارف بمراتب نور و بمعرفت سریان نور ذات در جمیع شیون و صفات و ظلال و ممکنات و دید تمام ذات در قولہ تعالیٰ اللہ نور السمٰوٰت والارض بیان و تنبیہ است بر آنکہ ذات است کہ ہمہ موجودیت ہمہ اشیاء است لا غیر۔ تفسیر مظہری قاضی ثناء اللہ۔ مفسر

[1] سورۂ طٰہٰ آیت ۵

بقایا ص۱۲

این چہل کاف است

از تصنیف حضرت غوث الثقلین شاہ محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہ
کہ شیخ عبد الحق دہلوی آنرا ترجمہ نمودہ است رحمہما اللہ تعالیٰ

كَفَاكَ رَبُّكَ كَمْ يَكْفِيكَ وَاكِفَةً

بس ست ترا پروردگار تو بساست کہ بسندہ کند ترا از روئے حادثہ

كِفْكَافُهَا كَكَمِينٍ كَانَ مِنْ كَلَكَا

کہ پوشیدن وے مانند کمین ست کہ باشد از صیاد

تَكُرُّ كَرًّا كَكَرِّ الْكَرِّ فِي كَبِدٍ

می پیچد پیچیدنی مانند پیچیدنی ریسمان در جگر

تَجْلِيَّ مُشَكْشَكَةً كَلُكْلُكٍ لَكَكَا

بر میکشد کارد تیز را مانند شیر کہ از قفا پنجہ زند

كَفَاكَ مَا بِي كَفَاكَ الْكَافُ كُرْبَتَهُ

بس ست ترا آنچہ نزد من ست بس ست مر ترا باز دارندہ اندوہ جگر را

يَا كَوْكَبًا كَانَ تَحْكِي كَوْكَبَ الْفَلَكَا

ای ستارۂ دل من کہ ہستی و مشابہت داری ستارۂ آسمان در روشنی

(غنیۃ الطالبین مطبوعہ ۱۳۰۰ھ)

لہ منصوب است بنزع الخافض یعنی الحادثہ - لہ الالف للاشباع والمجرور منصوب للالف وکذا الکوکب الفلکا ۱۲ - لہ الکاف بمعنی الکف بمعنی باز داشتن ۔ ۱۲۔ ن تحکی مشابہت دارد آن حادثہ ۔

بیعت

"ہیہات ہیہات امروز از بدروز ماست کہ جہاں از پیری و مریدی پُر شد و ہیچ خبر از مسلمانی نیست۔" (شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ)

"امروز از بدروز ماست، پیری و مریدی از کجا این ہمہ جز بت پرستی و خود پرستی نیست والعیاذ باللہ امروز درویشی بلقمہ فروشی ست ۔ ما و یاران راخدا تعالیٰ ازیں درویشی و دین فروشی توبہ دہد۔ اول بارے مسلمان درست کنیم وبعدہ درویشی۔"
(مکتوبات شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ)

(۱) إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ فَمَن نَّكَثَ فَإِنَّمَا يَنكُثُ عَلَىٰ نَفْسِهِ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللَّهَ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا (سورۃ فتح)

(۲) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ (سورۃ توبہ)

(۳) فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ أَنتَ وَلِيِّي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ (سورۃ یوسف)

(۴) فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا آتَيْنَاهُ رَحْمَةً مِّنْ عِندِنَا وَعَلَّمْنَاهُ مِن لَّدُنَّا عِلْمًا (سورۃ کہف)

تا نیفتد بر تو مردے را نظر ۔۔۔ از وجود خویش کے یابی خبر
اے بسا ابلیس آدم روے ہست ۔۔۔ پس بہر دستے نباید داد دست (رومیؒ)

(سواتی)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بعد الحمد والصلوٰة می گوید بندهٔ مسکین محمد رفیع الدین بیعت که پیش صوفیه معتبر و مقبول است چهار قسم یافته می شود - و هر قسم را ثمرهٔ علیحده است و ثمرات دیگر، بیعت وسیلت و بیعت شریعت و بیعت طریقت و بیعت حقیقت و سوائے این آنچه برائے تحصیل مال و جاه یا برائے تحصیل حاجات دنیوی از مرشد باشد فی الحقیقت نسبت به ندارد - بمضمون مَنۡ کَانَتۡ[1] هِجۡرَتُهٗ اِلَی اللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ فَهِجۡرَتُهٗ اِلَی اللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ - وَمَنۡ کَانَتۡ هِجۡرَتُهٗ اِلٰی دُنۡیَا یُصِیۡبُهَا اَوِ امۡرَأَةٍ یَتَزَوَّجُهَا فَهِجۡرَتُهٗ اِلٰی مَا هَاجَرَ اِلَیۡهِ -

امّا بیعت وسیلت - پس حقیقتش آنکه ... با هر یکے از اهل طرق بشارتها و وعده هائے بر و احسان است -

مردمان ناقص محبت یکے ازیں صاحب طرق حاصل کرده، و مناقب و فضائل ایشاں دریافت می خواهند که استحقاق آن بشارات حاصل نمایند چوں ایں معنی اندراج در زمرهٔ ایشاں داخل سازد و ایں دخول را آن بزرگان قبول فرمایند -

چوں ایں بزرگاں از نظر عوام مخفی اند - ناچار وکلائے ایشاں که در حق آنها کلام مفید وکالت مانند یَدُهٗ کَیَدِیۡ - وَقَوۡلُهٗ کَقَوۡلِیۡ فرموده باشند -

چنانچه حق جلّ شانه در حق خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم فرموده است -

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ اللّٰهَ یَدُ اللّٰهِ فَوۡقَ اَیۡدِیۡهِمۡ[2] - گفته باشند تا عقد قبول ایشاں منسوب بموکلان ایشان شود -

---

[1] اخرجه البخاری ومسلم وغیرهما من حدیث امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رض - مستوفی

[2] سورة الفتح آیت ۱۰

پس این کس را اختیار کند و زمام امور خود را بدست او سپارد و متابعت او بر خود لازم گیرد تا بمقصود رسد و ثمرهٔ این بیعت است به نجات کلی در عقبیٰ و دخول او در جناب علی و تحصیل رضائے مولیٰ - کما قال تعالیٰ .

إِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ [1]

و شرط آن راضی داشتن شیخ است تا بر خاطر او غبار ملال ننشیند و پنهان نه داشتن احوال شیخ ظاہر است که این معنی در آن شیخ متحقق خواہد بود که او بدست شیوخ تربیت یافته باشد بفیض نسبت ایشان از مکائد نفس[3] آگاہ گشته باشد و نیز سلسلهٔ او به پیر.

و اما بیعت طریقت - پس حقیقتش[2] آنکہ مرید خویش ہمت برگماره فیضان و جذب او بہ تصرفات عجیبهٔ ایشان مثل حصول مراد مرید و قوت ہمت و تصرف در باطن و کشف احوال موقوف در

---

[1] سورة البینه آیت ۸

[2] حضرت مولانا عبدالرحمن جامیؒ اپنی کتاب نفحات الانس میں لکھتے ہیں - حضرت ابو ہاشم صوفیؒ (جو حضرت سفیان ثوریؒ کے ہم عصر تھے) فرماتے ہیں کہ "سفیان ثوری گفتہ لولا ابوہاشم صوفی ما عرفت دقائق الریا" اور مولانا جامیؒ فرماتے ہیں - ابوہاشم گفتہ لقلع الجبال بالابرة ایسر من اخراج الکبر من القلوب بسوزن کوه از بن کندن آسان تر از بیرون کردن کبر و منی از دلہا۔

اور حضرت شیخ فریدالدین عطارؒ اپنی مشہور کتاب تذکرۃ الاولیاء میں حضرت بشر حافیؒ کے حالات میں تحریر فرماتے ہیں - نقل است کہ احمد بن حنبلؒ بسیار پیش او رفتے و در حق او ارادت بسیار داشت. شاگردانش گفتند تو عالمی در احادیث و فقه و اجتہاد و در انواع علوم نظیر نداری. ہر ساعت پیش شوریدهٔ (حافیؒ) می روی چه لائق بود - (امام) احمدؒ گفت آرے ہمہ علوم کہ برشمردی من بہ از او دانم اما خدائے را بہ از من داند پس پیش او رفتے و گفتے حَدِّثْنِیْ عَنْ رَبِّیْ مرا از خدائے من سخن گوئے.

حضرت امام شافعیؒ حضرت شیبان الراعیؒ کے سامنے اس ادب و احترام کے ساتھ بیٹھتے تھے جیسے کہ مکتب میں کوئی بچہ استاد کے سامنے بیٹھتا ہے اور مختلف مسائل کے بارہ میں ان سے مشورہ کرتے تھے. ان سے کہا گیا کہ آپ جیسا جلیل القدر امام اور اس بدوی سے یوں مسائل پوچھے تعجب ہے؟ آپ نے فرمایا - ان ھذا وفق لما اغفلنا

اور اسی طرح حضرت امام احمد بن حنبلؒ اور حضرت یحییٰ بن معینؒ برابر حضرت معروف کرخیؒ کے پاس آتے جاتے تھے، حالانکہ علم ظاہر میں حضرت معروف ان کے پایہ کے نہ تھے. ولقد صدق من قال ۔ (باقی بر صفحہ ۵۹)

کشف مستقبلات حوادث و ملاقات ارواح طیبہ و مانند آن می شنود - و شوق تحصیل آن در دل او غالب

می شود و از قبیل متعارف است کہ ہر صنعتے بغیر مزاولت و اخذ آن از ماہران آن فن بکمال نمی رسد پس

چنانچہ کہ مانند آن در دست ہیچ کس دیدہ نمی شود مر فکر ناقص خود - چہ گونہ آن کمال را تحصیل توان

کرد بس کسے را کہ درین اشتغال و اعمال مہارت کلی داشتہ باشد و خود مصدر این آثار باشد - و این

سومِ او وراثت اصول باشد - استاذ خود ساختہ حقِ متابعت آنہا ادا نماید - و بمقصود خود رسد -

و ثمرہ آن منسوب نفس و جذب روح است از کدورت جسمانی و مستور و متمکن ساختن آن بانوار روحانی

و اسماء ربانی و مبدا فیض الہی گشتن - برائے بندگان الہی و حل مشکلات آنہا بطفیل آن در جنابِ

الٰہی بحکم الخلق عیال اللّٰہ فاحبہم الی اللّٰہ انفعہم لعیالہ

مستحق فضیلت محبوبیت مشرف گشتن - و با زمرۂ اولیاء و صلحاء شریک فضائل شدن و

مناسبت صفاتی باایشان پیدا کردن -

(حقیقت) صافنیہ ص۵۸ علما ظاہر زینۃ الارض والملک و علماء باطن زینۃ السماء والملکوت - اذکار غزالی ستواتی

سے وقال الشیخ ابن خلدون فی باب علم التصوف ـــ واما الکلام فی کرامات القوم واخبارہم بالمغیبات و

تصرفہم فی الکائنات فامر صحیح غیر منکر وان مال بعض العلماء الی الانکار فلیس ذالک من الحق اھ ص۴۷۲ . وقال فی ص۴۲

ولذالک یدرکون کثیرًا من الواقعات قبل وقوعہا و یتصرفون بہمم وقوی لنفوسہم فی الموجودات السفلیۃ اھ

وقال فی ص۱۱ ویسمون مایقع لہم من الغیب والحدیث علی الخواطر فراسۃ وکشفًا و مایقع لہم من التصرف کرامۃ و

لیس شئ من ذالک بنکیر فی حقہم اھ

وازین جا معلوم شد کہ ہرچہ بر دست اولیاء کرام تصرفات عجیبہ صادر میشوند آنہا را کرامت میگویند - و

آن فعل حق تعالٰی است کہ بر دست ولی صادر شود چنانکہ معجزہ فعل حق تعالٰی است - و بر دست نبی و

رسول صادر میشود و انکار معجزہ و کرامت از فعل ملحدان و زندیقان است و ہمچنین بر دلہائے اولیاء کرام رح علم بعض

حوادثات مستقبلات و کشف احوال موتٰی وغیرہ طاری میشود آن کشف و الہام است و انکار او جہل است اما فرق

درمیان علم کہ قطعی را گویند و کشف و الہام کہ ظنی اند لابدی است و ہمچنین احوال کہ بر قلوب پاکان ظاہر گردند اگرچہ بسیار باشند

اما محدود اند با علم خالق کہ محیط و تفصیلی ست چنین نسبتے ندارند کہ نسبت ذرہ بے مقدار بکوہ عظیم و حدیث خضر علیہ

سلام کہ در صحیحین وغیرہما است برو دلیل واضح است لہذا استدلال اہل بدعت از ہمچنین عبارات مصداق

کوہ کندن و کاہ برآوردن است - ستواتی

سے صفحہ - رواہ البیہقی فی شعب الایمان عن انس و عن عبداللہ قالا قال رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم الخلق عیال اللہ [illegible]

واما بعث حقیقت — پس حقیقتش آنکه مردمان عالی همت را که حق تعالے ایشان را برائے مت ابدہ
بمال خود ممتاز ساخته برائے اجرائے مرادات خود آنه جارحه فرموده است و از روز ازل کیش
محبت ذاتی در جوہر ارواح ایشان نهاده بتقریبے از تقریبات آن سر مکنون از درون شورش می زند و
تعلقات متنوعات را از ضمائر ایشان ترمیم می پاشند پس مشتاق دوام حضور بے مزاحمت آثار اکوان و عاشق
جمال حضرت یزدانی شوند و بدون آن قرار نمی دارند و فنائے وجود خود و بقا بوجود الٰہی از ته دل می جوید
چوں طلب ایشان حقیقی است وجود الٰہی بافضل کمال در آفرینش ایشان برائے ہمیں است ۔

الا جوہر نفس ہر یکے سوائے انبیائے کاملین ازاں قبیل نیست که خود بخود بایں مقصد عالی توانند رسید
بدون تربیت ایشان و ایصال ایشان بایں مقصد اعلیٰ ۔ یکے را از کاملین بر سر وقت ایشان می
گمارند تا بامانت او و در مہمانی او حل مشکلات و دفع ترددات و کشف شبہات که لازم بشریت است
می نموده باشد ۔ و باندک تربیت فائده بے نہایت می یابد ۔ و ہمچنیں کسانے را که ایں معنی در جوہر نفس
ایشاں مندرج است لیکن باں قوت نیست که بتنہا بکمال کی رسند که از پرتو باطن او بصحبت او
بایں مراتب عالیه مشرف شوند شرط ایں فنائے وجود و قطع تعلقات کونی و حظوظ نفسانی و بے تعلقی
از مال و جاہ و عدم تعلق دارائی است و ثمرہ آن موجود بودن بنور تجلیات الٰہی و فنا گشتن حجب وجود
ظلمانی است ۔ گویا حقیقت خلافت رب العزة برائے ایشان و حدیث کُنْتُ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ [1]
بیان حال ایشان ۔ و حدیث اِنَّ لِلّٰهِ عِبَادًا لَا یَسْتُرُ الرَّبُّ عَنْهُمْ ۔ صادق بر ایشان ۔ والله اعلم

۱ـ عن سعید بن جبیرؒ (مرسلاً) سئل رسول الله صلی الله علیه وسلم من اولیاء الله؟ قال الذین اذا رؤوا ذکر الله عز وجل ۔ (کتاب الزهد لابن المبارکؒ ص۲)

۲ـ اسماء بنت یزیدؓ (مرفوعاً)... قال خیارکم الذین اذا رؤوا ذکر الله ۔ (ابن ماجه مشکوٰة ص۴۲۷)

۳ـ ابن کثیر ص۲۰۲/۲ بحواله مسند احمد من حدیث عبد الرحمٰن بن غنم مرفوعاً ۔
"خیار عباد الله الذین اذا رؤوا ذکر الله، وشرار عباد الله المشاؤن بالنمیمة المفرقون بین الاحبة الباغون لبراء العنت"

[1] رواه بخاری ج۲ ص... عن ابی هریرةؓ مرفوعاً وفیه فکنت سمعه الذی یسمع به وبصره الذی یبصر به ۔ الحدیث ۔ ورواه فی مشکوٰة ص۱۹۷ ۔ وراجع معناه کتاب الاسماء والصفات بیهقی ص۳۴۵ وتفسیر عزیزی ص۱۲۵ سورة مزمل ۔ وابن کثیر و دلائل شهداء الحق ص۱۹۵

شرح چہل کاف

كفاك ربك كم يكفيك واكفة

كفكافها كالكمين كان من كلك

تكر كرا ككر الكر في كبد

تحكي مشكشكة ككلكل لكلك

كفاك ما بي كفاك الكاف كربته

يا كوكبا كان يحكي كوكب الفلك

كتب الشيخ الفقيه المحدث المحقق العلامة ابو سعيد محمد عبد العزيز الخطيب السابق بمسجد الجامع فی غوجرانواله (المتوفی سنہ ١٣٦٠ھ)

بخطه على حاشية هذه الرسالة: "صل على رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم استغفر الله هو واحد منهما احد عشرة مرة ثم اقرأ هذه الابيات احدى واربعين مرة ثم استغفر الله وصل على رسوله صلى الله عليه وسلم بمثل اول مرة وانفث على مسحور يشفيه الله تعالى برحمته۔ اجاب لی الشيخ المرشد سلمه الله"۔ المراد من الشيخ المرشد حضرت علامة العلماء محيي التوحيد والسنة وقامع الشرك والبدعة محدث كامل رئيس المفسرين في وقته مولانا حسين علی المتوفى سنہ ١٣٦٣ھ تلميذ قطب الارشاد الفقيه التام والمحدث ذي البصيرة والاستاذ الاساتذة والمجاهد الاكبر مولانا رشيد احمد گنگوہیؒ المتوفى سنہ ١٣٢٣ھ)۔ ؎ سواتی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔

اما بعد فیقول عبد المسکین محمد رفیع الدین الحقہ اللہ تعالیٰ بسلفہ الصالحین۔

ہذا ترجمۃ مختصر للابیات الفاخرۃ الکافیۃ المنسوبۃ الی شیخ الثقلین نور اہل الکونین صفوۃ الاصفیاء وسلطان الاولیاء الامناء وسیدنا الغوث الاعظم الشیخ ابی محمد محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن اسلافہ واخلافہ اجمعین۔

له حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے متعلق نواب صدیق حسن خان فرماتے ہیں " شیخ الاسلام محی الدین ابو محمد عبدالقادر بن ابی صالح جنگی دوست الجیلانی الحنبلی زاہد عابد نسب بحسن مثنیٰ ابن حسن سبط رسول رضی اللہ عنہم در سنہ ۴۷۱ متولد شد. گیلان وطن اوست. سی سال تفقہ و تدریس کرد و فتوی داد. چہل سال مجلس وعظ در ارشاد فرمود۔ نود سال زیست در سنہ ۵۶۱ از دنیا رفت. عالم قرآن و حدیث بود جامع علوم. اصولاً و فروعاً مذہباً و خلافاً نیکو می دانست تا آنکہ گویندہ گفتہ فاق الکل فی الکل وصار مرجع الجمیع فی الجمیع در قلوب خاص و عام قبول عظیم و عظمت تمام یافت (تقصار الجیود ص۱۲۶)

آپ کا سلسلہ نسب گیارہ واسطوں سے حضرت حسنؓ سے جا ملتا ہے بچپن میں ہی اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل میں حصول علم کا شوق ڈال دیا تھا والد فوت ہو چکے تھے ایک بھائی آپ کے اور تھے۔ والدہ ماجدہ سے اجازت لیکر حصول علم کے لئے روانہ ہو گئے۔ والدہ نے چالیس دینار جو ان کو وراثت میں حاصل ہوئے تھے کپڑے میں بغل کے نیچے سی دیئے اور والدہ نے رخصت کرتے وقت فرمایا کہ ہمیشہ سچ اختیار کرنا۔ اتفاقاً راستہ میں ڈاکوؤں نے قافلہ کو گھیر لیا اور لوٹ لیا۔ ان سے یکے بعد دیگرے تین ڈاکوؤں نے پوچھا کہ تمہارے پاس کچھ ہے انہوں نے صاف فرمایا کہ چالیس دینار ہیں۔ ان کو ڈاکو اپنے سردار کے پاس لے گئے اس نے بھی اسی طرح پوچھا۔ وہ بھی دینار آپ کے کپڑوں سے نکال کر آپس میں بانٹ لئے۔ ڈاکوؤں کے سردار نے اس پر متعجب ہو کر ان سے پوچھا کہ آخر یہ اعتراف تم نے کیوں کیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ مجھ سے والدہ نے عہد لیا تھا کہ سچ بولنا۔ اللہ تعالیٰ نے ہدایت دینی تھی۔ ڈاکوؤں کا سردار اس وقت سے اس قدر متاثر ہوا کہ رونے لگا۔ اور کہا کہ اتنا عرصہ ہو چکا ہے۔ کہ میں اپنے (باقی بر ص۳۷)

تَكَرْكُرَ تَكَرِّ الكُرِّ فِي كَبَدٍ

تكركر من باب تفعلل معناه؛ بازگشتن وحملہ آوردن، والجملة صفة ثانية للواقفة، والمصدر بعده مفعول مطلق لتكركر، والتمهيد لنعت بالتشبيه۔

وتكر الثاني يراد به انعطاف بعض الاجزاء الى بعض۔

والكر المضاف اليه الحبل الغليظ، والقيد من الليف والخوص، والتشبيه صفة المصدر۔

والكبد بفتح الباء المشقة والصعوبة، ومنه قوله تعالى لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي كَبَدٍ۔

والظرف هو الجامع للتشبيه فهو متعلق بمعنى التشبيه المستفاد من الكاف، اى كالقبول الواقفة واضافة اليها تقيد صاحب بالاضافة والتزيم في الغرض تشفيق۔ وفاعل الجملة ضمير موصوفها۔

المعنى: حملہ آور كند حملہ كردنی مانند پیچیدن رسن سطبر در سختی ومشقت۔

(القطب الملقب كلا) بعض ان میں سے قطب الارشاد ہوتے ہیں یہ رشد و ہدایت کا مرکز ہوتے ہیں۔ اقطاب کی زیادہ تفصیل حضرت شیخ ابن عربی نے فتوحات مکیہ جلد چہارم میں فرمائی ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں "والمراد بالقطب نفوس البشرية اللاحقة بالملائكة جبلة واشباههم سابقون الذين قويت بهيميتهم وملكيتهم وقوي تشبههم بالملائكة، وقوي فيهم عالم المثال، فاقيموا في برزخ من عالم المثال والناسوت مصلحة نبيهم۔

ومنهم صوب يمين سفلت ملكيتهم وضعفت بهيميتهم وقوي تشبههم بالملائكة فانهم بمنزلة الملائكة العنصرية الضعيفة۔ وتلك المصلحة ربما يكون ما يحتاج في نظام العالم ان يكون في الناسوت نفوس يجمعون البشرية والملكية فيلهمون، فيدبرون امورا لا تقتضيها الاسباب الارضية وحدها۔

ومنهم الخضر عليه السلام وهو افضلهم

ومنهم الابدال

وربما يكون الفيض المستمر النازل الى الناسوت، المتمثل في المثال مقتضيه في الملكوت امرا كليا۔ فيحتاج في نظام الخير الى نفوس لهم همة قوية في طلب نظام الخير على وجه خاص فيكون همهم شخصة للامر الكلي في الناسوت وهم القطب وجنوده۔

وليس لاهل الارشاد علم بالقطب۔ وطريقة هؤلاء وهؤلاء متباينتان، اللهم الا ان يوجد رجل يجمع الوجهين۔ والله تعالى اعلم۔

واهل الارشاد هم ورثة الانبياء عليهم السلام۔

واما القطب المدار وجنوده الابدال واشباههم فيشبهون ... لا من التشريع (تفہیمات الہیہ جلد اول)

خَلَى مُسْتَشْئَنةٌ مَلْلَكٍ لَنَكَ

ہذہ صفۃ ثالثۃ للواکفۃ -

والمشکشکۃ تونیث اسم الفاعل من مضاعف الرباعی -

واشکشک الطعن بالرمح ونحوہ -

وایضاً السلاح الحاد الطرف کالرمح وشبہہ فہی صفۃ لجماعۃ ذات السلاح او للآلۃ الحادۃ

وہی مفعول تحکی وضمیر الفاعل راجع الی الواکفۃ -

والفلک کبد بر الصغیر والفخم من الابل والتشبیہ صفۃ مشکشکۃ

والمنگ بلفتحتین الجمل الصلب المکرّم صفۃ

المعنی احکایت می کند آن منصبت جماعۃ سلاح پوش را یا نیزۂ تیز را مانند بستہ جوان

ذبہ سخت گوشت -

۲۸

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ حنبلی المذہب تھے — باوجود اس تبحر علمی اور کاملیت کے پھر بھی آپ حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے مسلک پر تھے۔ اور اسی کے مطابق فتوی دیتے تھے۔ اور ان کی تقلید کو اپنے لئے باعث فخر و نجات جانتے تھے — کیونکہ ائمہ مجتہدینؒ کی تقلید سے روگردانی کا نتیجہ بسا اوقات ضلالت و غوایت ہوتا ہے۔ جیسا کہ خود ایک غیر مقلد مسلّم عالم مولانا محمد حسین صاحب مرحوم بٹالوی نے اس کی تصریح کی ہے
(دیکھئے اشاعت السُنۃ)

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور حضرت امام ابوحنیفہؒ اور مذہب حنفی — بعض غیر مقلدین اور متعصب حضرات شیخ صاحبؒ کی کتاب غنیۃ الطالبین کی ایک عبارت لے کر مذہب احناف اور حضرت امام ابوحنیفہؒ کے خلاف پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ شیخ صاحبؒ امام ابوحنیفہؒ کو فرقہ مرجیئہ میں شمار کیا ہے۔ حالانکہ یہ حضرت شیخ صاحبؒ پر محض اتہام ہے۔ یہ لوگ مذہب حنفی کے خلاف نفرت اور امام ابوحنیفہؒ کے ساتھ بغض کیوجہ سے حضرت شیخؒ کی عبارت کو غلط رنگ میں پیش کرتے ہیں۔ ان لوگوں کی عادت ہے کہ یہ کبھی امام ابوحنیفہؒ کے خلاف یوں کہتے ہیں کہ وہ حدیث نہیں جانتے تھے اور کبھی کہتے ہیں کہ وہ قیاس اور رائے سے کام لیتے تھے۔ اور کبھی یہ کہ وہ تابعین میں نہیں تھے وغیرہ۔ امام ابوحنیفہؒ کے پیروکار اربوں گذر چکے ہیں۔ دو کروڑوں موجود ہیں اور بفضلہ تعالیٰ تا قیامت رہینگے۔ ان کے خلاف حسد و نفرت اور لعن و طعن کرکے اپنی تباہی کا سامان تیار کرتے ہیں۔ ہمارے پاس ایک غیر مقلد کا ایک رسالہ موجود ہے جس میں امام ابوحنیفہؒ کی تنقیص شان کے لئے۔ ادھر ادھر سے کچھ انٹ شنٹ حوالے جمع کرکے یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے کہ ابوحنیفہ ابلیس[۲۰] تھے۔ تم کس زبانی بر (۲۹)

يا كوكباً كان يحكي كوكب الفلك

المراد بالكوكب الثاقب معاني الهمة الرفيع المنزلة المستنيرة بنور العقل والفهم او بنور الخضوع
بين يدي الله سبحانه والانقطاع اليه -
ونصب المنادى المعرفة بالنداء على انه شبيه المضاف بناء على نية التقييد بالوصف
كما قال الشاعر ؎

يا مطلبا ليس في غيره ارب
اليك آل التقصي وانتهى الطلب

وورد في الدعاء يا حليما لا يعجل ويا جوادا لا يبخل -
(المعنى) اے ستارہ کہ حکایت کی کرتا ستارہ آسمان کا - نکتة "کان" زائدة في المعنى -
والنكتة فيها الاشارة الى استمرارها في هذا الوصف -
وهذا انتهى احسن ما نسب التنبيه على فوائد -

(بقية حاشية [illegible]) [illegible]
وما الثاني فهو ان يعتقد ان العمل ليس من الايمان ولكن الثواب والعقاب مترتب عليه -
وسبب الفرق بينهما ان المعتزلة والخارجين جعلوا على تخليته درجته فقالوا ان العمل يترتب عليه الثواب و
العقاب فكان من عقيدتهم فساد وابتداعا
واما المسئلة الثانية ليست ما ظهر فيها اجماع من السلف بل الدلائل متعارضة فكم من حديث وآية واثر
يدل على ان الايمان غير العمل وكم من دليل يدل على ان الايمان على مجموع القول والعمل. وليس النزاع الا راجعا
الى اللفظ لاتفاقهم جميعا على ان العاصي لا يخرج عن الايمان والذي يستحق العقاب.
فاستدلال على انه مجموع يدل عندنا من غير بيان غايته. والامام ابو حنيفة من القائلين بهذه الثانية
وهو من كبار اهل السنة وائمتهم. ثم انتشر في اهل المدينة والتابعين له في فروع آراء مختلفة فمنهم معتزلة كالجبائي
وابي هاشم والزمخشري ومنهم المرجئة ومنهم غير ذلك.
فهؤلاء كانوا يتبعون ابا حنيفة في الفروع الفقهية ولا يتبعونه في الاصول الاعتقادية وكانوا ينسبون عقائدهم
الباطلة الى ابي حنيفة رضي الله عنه ترويجا لمذاهبهم ويلحقون بعض اقوال ابي حنيفة رضي الله عنه فانتهض لذلك
اهل التحقيق من الحنفية كالطحاوي وغيره فبينوا مذهب ابي حنيفة رضي الله عنه وردوا عنه ما نسبوا اليه يشهد بذلك
[illegible]

(الفائدة الثانیة) ان الابیات قطعة من بحر البسیط

المثمن الاجزاء واصله مستفعلن. فاعلن اربع مرّات - وہی من العروض. وضرب فیھما

مخبون والبواقی قد تسلم علی الاصل وقد یحسن فیصیر مفاعلن وفعلن

وقافیتھا متدارکة مطلقة مکسورة مجراہا۔

وہی موصولة بالیاء عندنا وعند غیرنا بالالف

وحینئذ یقع تکلفات رکیکة جداً۔

(الفائدة الثالثة) ینبغی ان من ترک الحیوانات والمنہیات یوم الشنبہ وابتدأ من

نصف لیلة الاربعاء بعد الغسل وتحیة الوضوء فقال یا جہروائیل[1] بحق الکاف اجب واطع

وعمری فی قضاء حاجاتی وحصول مرادی بلامہلة ولا مکث والف قلوبنا بین قلوب الامة

بحق کاف وارنی عالم الارواح فی ہذہ الساعة سریعاً کذلک ربک و اتمہا الفے مرة، و

قرأ بعد کل مائة بہذا الدعاء وختمہا به وصام نہارہا او دام علی ذلک سبع ایام مع کثرة السکوت،

والعزلة والتوجہ الی اللہ سبحانه فی استکشاف اسرارہا وتاثیراتہا یری العجائب باذن اللہ

وعند ہذا تم الکلام۔

والحمد للہ وحدہ والصلوٰة علی نبیه الذی لا نبی بعدہ

(اول صفر ۱۳۲۰ھ تالیف شد)

[1] جہروائیل یسریانی یا عبرانی زبان میں موکل کا نام ہے۔ (سواتی)

بقایا ص۶۵

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء مبارکہ میں غوث، غیث اور غیاث بھی آتے ہیں۔ غوث تو نصرۃ اور مدد کے لیے آتا ہے اور غیث بارش کے لیے اور غیاث اسم ہے اغاثہ یعنی مدد کرنے والے کیلئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہستی ایسی ہے کہ آپکے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی مدد کی ہے۔ حالانکہ لوگ ضلالت و گمراہی میں ڈوبے ہوئے تھے اور جہالت کی امواج ان کے ساتھ کھیل رہی تھی اور لوگ بالکل ملک جبّار کی ناراضگی کے قریب پہنچ گئے تھے اور دوزخ کے گڑھے کے کنارے کھڑے تھے پس اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ان کو چھڑا لیا اور ان کو بچا لیا ان کو نجات دی اور پناہ دی اور بارش جس طرح خدا کی طرف سے رحمت ہوتی ہے اور شہروں اور لوگوں کے لیے باعث حیات اور زینت ہوتی ہے کیونکہ بارش سے نباتات، اشجار، اثمار، پھول وغیرہ پیدا ہوتے ہیں اور پانی کے چشمے اور نہریں جاری ہوتی ہیں تو آپ کی تشبیہ اس ہدایت نور اور رحمت کی وجہ سے اور لوگوں کو ہلاکت سے بچانے اور ہدایت کی وجہ اور جہالت میں بصیرت پیدا ہونے سے اور دلوں کی زندگی اور زلیست کی وجہ سے جو ایمان سے حاصل ہوئی ہو اس لیے کہ وہ مُردہ اور ویران ہو چکے تھے کفر کی قحط سالی اور خشک سالی اور قسوت کی وجہ سے۔ (مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات ص۱۱۵ فاسی)

امام ولی اللہؒ فرماتے ہیں: "وچنانکہ اہل اللہ بکشف دریافتہ اند کہ ہمیشہ در عالم نفوس کثیرۃ علی سبیل التبدل پیدا می شوند جمعے ابدال و جمعے خیار و نظام عالم موقوف میباشد بر وجود ایشاں۔"

(ہوامع شرح حزب البحر ص۵)

جیسا کہ اہل اللہ نے کشف سے دریافت کیا ہے کہ ہمیشہ عالم میں نفوس کثیرہ یکے بعد دیگرے پیدا ہوتے ہیں منجملہ ایک جماعت ان میں ابدال کی ہوتی ہے اور ایک اخیار کی اور نظام عالم ان کے وجود پر موقوف ہوتا ہے۔

باقی ص۶۵ پر ملاحظہ فرمائیں۔

شرح برہان العاشقین

یا

حلِ معمّا

(۱) وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ۔ (سورۃ عنکبوت)

(۲) بَلْ كَذَّبُوا بِمَا لَمْ يُحِيطُوا بِعِلْمِهِ وَلَمَّا يَأْتِهِمْ تَأْوِيلُهُ (سورۃ یونس)

(۳) يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ۔ (سورۃ بقرہ)

(سواتی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد از حمد حضرت آلہ و درود بر پیغامبر والا جاہ و اصحاب دین پناہ، بندہ مسکین محمد رفیع الدین بن شیخ الاسلام زبدۃ العرفا باللہ سیدی و سندی ولی اللہ ابن الشیخ العظیم مولانا عبد الرحیم، اسکنہما اللہ فی العلیین و الحقہ بسلفہ الصالحین۔

وا می نماید کہ بعض یاران حل سمرے از اسمار حضرت غریب نواز محمد گیسو دراز قدس اللہ سرہ، در خواستند۔

آنچہ حاضر وقت شد بترقیم می آید۔

ؒ آپ عام طور سے خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کے لقب سے مشہور ہیں۔ آپ ۷۲۱ھ میں دہلی میں پیدا ہوئے اور گلبرگہ میں ۱۴۲۲ء بمطابق ۸۲۵ھ میں فوت ہوئے۔ آپ سلطان فیروز شاہ بہمنی کے زمانہ میں ۸۱۵ھ میں گلبرگہ تشریف لائے اور پھر آخر تک یہاں ہی مقیم رہے۔ علم تصوف میں آپ کی متعدد تصانیف ہیں۔ آپ کے مریدوں اور معتقدین کا دائرہ نہایت وسیع تھا۔ آپ کی ذات سے تبلیغ اور ہدایت کا سلسلہ ہر وقت جاری رہتا تھا۔ آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ نماز ظہر کے بعد پہلے طلباء اور مریدین و مستفیدین کو علم حدیث اور تصوف و سلوک کا درس دیتے تھے۔ اور پھر علم کلام و فقہ کی تعلیم دیتے تھے۔ جو لوگ عربی اور فارسی زبان نہیں جانتے تھے ان کے لئے آپ دکنی زبان میں تقریر فرماتے تھے۔ دکنی لوگوں کے لئے آپ نے اسی زبان میں متعدد کتابیں بھی تصنیف کی ہیں۔ چند کتابیں آپ کی مشہور ہیں۔ مثلاً معراج العاشقین، ہدایت نامہ، رسالہ سہ بارہ یہ تینوں علم تصوف اور سلوک میں ہیں۔ ان میں بعض طبع ہو کر شائع ہو چکی ہیں۔ (آب کوثر۔ دکن میں اردو)

نواب صدیق حسن خانؒ آپ کے متعلق فرماتے ہیں: "سید محمد بن یوسف الحسنی دہلوی معروف بگیسو دراز خلیفہ راستین چراغ دہلی است۔ جامع بود میان سیادت و علم و ولایت، شانے رفیع و رتبہ منیع، و کلام عالی دارد۔ او را میان مشائخ چشت مشرب خاص در بیان امر حقیقت رتبہ مخصوص است۔ بعد از رحلت شیخ بدیار دکن رفت و قبول عظیم یافت و ہم بدان دیار از دنیا انتقال فرمود۔ خدمت میر الملفوظات مسمٰی بجوامع الکلم کہ بعضے از مریدان او جمع کردہ ...

[illegible] تصنیفات او کتاب [illegible] است کہ [illegible] حقائق [illegible] (ابجد العلوم ۸۹۸)

(آن برادر برہنہ درست زرہ در آستین داشت) یعنی زین فرزندان صور نوعیہ دنیات عرضیہ در استعداد داشت۔

(بیاور فتیم تا بہشت شکار تیر و کمان بخریم) یعنی در ہمہ عالم ترکیب داخل شدند تا استعداد ذاتی و کسبی بدست آرند و تحصیل کمالات عالم تجرد نمایند۔

نقشہ حاشیہ ۸؎ مقیم ہو گئے۔ جوامع الکلم آپ کے ملفوظات کا مجموعہ ہے جس کو آپ کے بڑے صاحبزادے سید محمد اکبر حسینیؒ نے جمع کیا ہے۔ اس کے بعض اندراجات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت گیسو درازؒ کو تبلیغ اسلام سے کتنی دلچسپی تھی۔ اور ان دشواریوں کا بھی پورا اندازہ ہوتا ہے کہ جن سے اس دور کے ہندوؤں کے مضبوط معاشرتی نظام کی وجہ سے مبلغین اسلام کو دو چار ہونا پڑتا تھا۔

ایک ملفوظ میں برہمنوں اور ہندوؤں کے بارہ میں فرماتے ہیں۔ کئی مرتبہ ان کے علماء اور درویش اینڈت وغیرہ میرے پاس بحث و مناظرے کے لئے آئے۔ اور آخر یہ طے پایا کہ جو بحث میں کامیاب ہو۔ دوسرا اس کی بات مان لے۔ اور اس کی متابعت کرے۔ چنانچہ اس پر قول و قرار ہو گیا۔ میں نے کہا کہ پہلے آپ لوگ اپنی بات شروع کریں۔ انہوں نے کہا نہیں تم کہو۔ میں نے ان کی سنسکرت کتابیں پڑھی ہوئی تھیں۔ اور ان کی روایات جانتا تھا۔ چنانچہ میں نے ان سے شروع سے لیکر آخر تک باتیں کیں۔ اور انہوں نے ان سب باتوں کو دل و جان سے قبول کیا۔ اور کہا کہ واقعی جو تم کہتے ہو وہ ٹھیک ہے۔ پھر میں نے اپنے مذہب کا بیان شروع کیا۔ اور دونوں کا موازنہ کر کے اپنے مذہب کو ترجیح دی۔ اس پر وہ حیران رہ گئے۔ شور و غوغا کرنے لگے۔ اور جس طرح بتوں کے سامنے ڈنڈوت کرتے ہیں۔ اسی طرح میرے سامنے اظہار عقیدت کرنے لگے۔ میں نے کہا یہ سب بیکار ہے۔ تمہارے اور میرے درمیان معاہدہ یہ ہے کہ جس کی بات سچی ہو۔ دوسرا اس کی پیروی کرے۔ اور اس کے راستہ پر چلے۔ لیکن کوئی کہنے لگا میری بیوی بچے اور خاندان کے لوگ ہیں میں ان کو کیسے چھوڑ سکتا ہوں؟ اور کسی نے کہا ہمارے بزرگ جس راستہ پر چلتے تھے جو ان کے لئے ٹھیک تھا وہ ہمارے لئے بھی ٹھیک ہے۔

اور اسی طرح سامانہ کے ایک ہندو کا تذکرہ آپ نے کیا جس کے ساتھ اسی طرح قول و قرار ہوا تھا۔ کہ جو مباحثہ میں دوسرے کو قائل کر دے تو اس کا مذہب قبول کریگا۔ فرماتے ہیں کہ میں نے اسے بھی قائل کر لیا۔ اور دین اسلام کی صداقت و حقانیت اس پر ظاہر ہوگئی۔ لیکن اس نے کہا کہ میں نے نئی نئی شادی کی ہے۔ سامانہ جاتا ہوں اور اپنی بیوی کو ساتھ لے کر آؤں گا۔ لیکن وہ ایسا گیا۔ پھر واپس نہ آیا۔

حضرت گیسو درازؒ کا جس طرح عرفان و تصوف میں اونچا مقام ہے۔ اسی طرح علم و فضل اور تالیف و تصنیف میں بھی ان کا نام روشن ہے۔ بلکہ سلسلۂ چشتیہ کے بزرگوں میں سے سب سے پہلے جس نے تالیف و تصنیف کی طرف پوری توجہ کی وہ آپ کی ذات بابرکات تھی۔ آپ کی تصانیف کی تعداد ایک سو پانچ تک بتائی جاتی ہے۔ محمدی نے آپ کی تصانیف میں سے کتنیس کے نام گنائے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اسرار و معارف کے بیان کرنے میں آپ کو بڑا امتیاز حاصل تھا۔ چنانچہ اپنی کتاب اسمار الاسرار (باقی بر ۸؎)

بیانش آنکہ ازکانو حقیقی حرارت با برودت و یبوست با رطوبت معانی الست لاجرم مرکب
را بجانبے انحراف خواہد بود۔

اگر بیک کیفیت بود چہار مزاج مفرد ست۔

واگر بدو کیفیت غیر متضاد بود چہار مزاج مرکب است۔

این ہشت مزاج اگر با مخال دینیہ مرکب ملائم است مزاج اعتدال است۔

واگر منافی سنت است مزاج اختلال است۔

ومحتمل است کہ بست وچہار قسم ترکیب مراد باشد۔

تصویرش آنکہ مساوات چند جزو غیر مغلوب در مرکب مستدعی اختلال ترکیب است بسبب
تساوی میل و جزو مغلوب قادر بر اجتماع نتواند شد۔ لاجرم یکے غالب خواہد بود۔

پس ہشت ترکیب ثنائی دوازدہ محسوب شوند۔

وچہار ترکیب ثلاثی نیز دوازدہ۔

ویک ترکیب رباعی۔

چہار ازین بست وہشت، دو ثنائی آب و آتش، و دو ثلاثی اینہا با ہوا فاسد است کہ
ہوا مغلوب است بسبب رقت قوام سہل الانحراف است۔ وبسبب آن لطیف جوہر رنگ شریک
غالب گرفتہ، تدافع مغلوب می شود۔

بست وچہار ترکیب باقی صالحہ باشند۔

(آنگاہ چہار دیدیم) یعنی بعد از استقرار مزاج چہار درجہ کمال اولی طبائع پیش آمد کہ ہر یکے
برائے صدور آثار چون کمال ست۔ (سہ ناقص بودند) یعنی صورت معدنی و نباتی و حیوانی از وصول
بعالم تجرد قاصر اند۔ (ویکے دوخانہ و دو گوشہ نداشت) یعنی نفس ناطقہ کہ صورت انسانی است،
دو جز مادہ و صورت دو طرف استداد نداشت کہ مجرد بذات بود

(بقیہ حاشیہ صفحہ) اختصار پسند عادت کے مطابق نہایت ہی ایجاز سے تحریر فرمادی ہیں۔ اہل علم اور خواص اگر اس
کو غور سے پڑھیں گے تو انشاء اللہ بہت سے صوفیانہ معارف سے آگاہ ہوں گے۔ [illegible]

(آن بلاد... در کمان بے خانہ و بے گوشہ بجز بید) یعنی بدن این نفس ناطقہ را قبول کرد۔

(تیرے می باید بایست) یعنی نفس ناطقہ را برائے ایصال بامور خانہ چہ ز ذاتِ خود قوائے دراکہ می یابند۔ (چہار تیر دیدیم سہ شکستہ بودند) یعنی چہار قوت یافت۔

یکے حس مشترک کہ دریابندۂ صور جزئیہ است۔

دوم وہم کہ دریابندۂ معانی جزئیہ است۔

سوم عقل کہ دریابندۂ کلیات است۔

این ہر سہ شکستہ پائے اند بآنچہ نظیر ندارد۔ و منتزع از محسوسات نیست نمی تواند رسید۔

(و یکے پر و پیکان نداشت) یعنی چہارم کہ نور ایمان است۔ از پریدن و زوال و خمیدن بشبہات دامن امن است فان الیقین لا یحتمل النقیض حالاً و مآلاً۔ (آن تیر بے پر و پیکان بخریدیم و بطلب صید بصحرا شدیم) یعنی بشرف ایمان صحیح مشرف گشتہ بتائید آن طلب کشف حقیقت گشتیم۔

و تحقیق این نکتہ آن ست کہ ہر نوع علمے کہ بحصول صورت باشد۔ خالی از کیفیت و طلبیت نیست۔

راہ بسوئے بے کیف واصل محض ندارد نا وسیلۂ وصول بآنحضرت جز معرفتِ اجمالی عاطفی صرف کہ ایمان بالغیب نام دارد نتواند بود۔

(چہار آہو دیدیم) یعنی بطفیل دوام توجہ بعالم اطلاق چہار حقیقت مشہود گشت۔

(سہ مردہ بودند) یعنی سہ حقیقت کہ باصطلاح اہل تصوف ناسوت و ملکوت و جبروت۔ و باصطلاح اہل اشراق برزخ و مثل و انوار۔ و باصطلاح اہل حکمت طبیعت و نفس و عقل باشند انعدامِ امکانی اند و در قبضۂ خیر کالمیت فی ید الغسال۔

جان ہر یکے کہ مدبر و باطن اوست در و خارج است۔

جانِ ناسوت ملکوت و جانِ ملکوت جبروت و جان جبروت لاہوت ست۔

(و یکے جان داشت) یعنی چہارم کہ حضرتِ لاہوت است مدبر باطن ندارد بلکہ خود قیوم ہمہ و

وَالْبَطِنُ الْبَاطِن است و بذات خود زنده و جان همه است۔

(آن برادر اندر دار برینه کمان کشش تیر اندازان کمان بے خانه و بے گوشه آن تیر بے پر و پیکان
بران آهوئے بے جان زد) یعنی آن شخص ارضی انسانی صادق الایمان ذات مقدسه را بدف
همت ساخته و آلات و معدات فطری و کسبی فراهم آورده و کشش و کوشش علمی و عملی نموده و طی
مراحل و واردات کرده از علم الیقین بعین الیقین رسید۔

و چون مجذوب سالک بود از راه اندراج النهایته و لوسن و دار المحجب آشنائے حضرت لاهوت گردید
(کمندے می بایست تا صید را فتراک بندیم) یعنی معامله و علاقه می بایست که از عین الیقین بحق
الیقین برآید و از تعلق تحقیق گراید۔ (چهار کمند دیدیم سه پاره و یکے دو کرانه و میانه نداشت) یعنی چهار
معامله پیش آمد۔ خوف و طمع و محبت که همه آلوده غرض و قابل انقطاع بودند و چهارم فنا فی الوحدة
که محمل طرفین و وسط ندارد۔ (صید را بدان کمند بے کرانه و بے میانه بر میان بستیم) یعنی بواسطه معامله
چهارم اندرون جان را آشیانه همائے لاهوت ساختیم و بطریق مطالعه وحدت در کثرت جمال محبوب
در خود دیدیم و از حق الیقین بهره یافتیم۔ (خانه می بایست که مقام کنیم و صید را پخته سازیم) یعنی
قانون و طریقه می بایست که بواسطه ملازمت بر آن از حق الیقین بحقیقة الیقین و از تخلق بتحقق عروج
نموده شود۔ و جمیع لطائف و طبقات را برنگ معرفت منصبغ ساخته و حجب وجود را خرق کرده آید۔

(چهار خانه دیدیم سه در یم افتاده) یعنی چهار طریقه یافته شد۔

روش اهل شریعت که مبنی بر تصحیح عبادات و اصلاح معاملات و تهذیب اخلاق و تعمیر اوقات
با اوراد است۔

دوم روش اهل عزیمت که مبنی بر مراعات پرهیز و حساب دعوات و خواندن اسمار و موکلات است
سوم روش اهل طریقت که مبنی بر محافظت انفاس و جلسات و ذکر با ضربات و تصورات است۔

و اهل این هر سه باهم منازعت و مناقشه دارند و از خرق حجب وجود فرو مانده اند۔

(و یکے سقف و دیوار نداشت و در آن خانه بے سقف و بے دیوار در آمدیم) یعنی چهارم راه اهل

حاصل مست گشتند۔ (بغلاخن آب نی دادند) یعنی تقاضائے نفس و ہوا را پامالی ۔ و عقائد باطلہ پریشان
رجماً بالغیب پریشان کردند۔ (از آن درخت بازنجانہ فرود آمدیم) یعنی کاملان در باطن خود اندیشیدہ برایش
بجہت عزت نبردند کہ باز داشتن مردمان از مشتہیات نفسانی و صحبت با خلق و تالیف ایشان از برائے
ہدایت بے سود است دشوار باعث خلق ضرور و فتوح و ہنر مقصود۔ (قلیہ از دکان ختیم و بہ بینا یگذشتیم)
یعنی فتوح ظاہر با فایدہ خلق عوام ساختند و بیشتر مباح داشتند۔ چون انگبین نہ از روا است بندہ ک
مناسبت دارد۔ (جہلان خوردند کہ آماس شدند و پنداشتند کہ فربہ شدیم) یعنی طالبان دنیا بحرص تمام
تتبع گرفتند و شادمان بودند کہ بسعادت رسیدند۔ (از خانہ بیرون نتوانستند رفت در نجاست خود ماندند) یعنی
محبت دنیا و تیرگی باطن و آلودگی شہوات و خلق ذمیمہ و عقائد خبیثہ در دل ایشان قرار گرفت تا کہ
زہد و طاعت بر ایشان سخت دشوار و صوت بغیبت ناسازگار و خوگرفت دلہائے ایشان باین پلیدی
ہائے بند ماندہ و درین زندان گرفتار۔ (و ما بآسانی از خانہ بیرون شدیم) یعنی مثل ما جمعے کہ توفیق
رفیق و طوق جذبہ الٰہی زیور گردن ایشان بود۔ بآسانی از غرور دنیا و فریب آن رستند و جستند و از کید الٰہی
وَ اُمْلِیْ لَهُمْ اِنَّ کَیْدِیْ مَتِیْنٌ[1] ۔ و بتسویل زَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ[2] نجات یافتند۔

و بدستاویز فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى[3] درآویختند و پیوستند۔ و بمقر مَقْعَدِ صِدْقٍ
عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ[4] جا گرفتند و بمقصد اقصیٰ رسیدند۔ (ارباب تعرف برین حالت باز نمانند) یعنی
اہل معرفت باین محبت گرفتار نمی شوند کہ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا
يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ[5] ۔ و درین فقرہ اشارہ کہ وسیلہ نجات از مہلکہ بہتر از علم حقیقت و صحبت اہل آن
نیست این ست آنچہ اندیشہ این شرمسار بآن رسیدہ تا مراد مصنف چہ باشد۔ واللہ اعلم۔

مخفی نماند کہ نام این رسالہ برہان العاشقین بنظر آمد۔ چون مشتمل ست بر گذشت طالب از مرتبہ
جمادیہ تا بلوغ با علیٰ مرتبہ کمال۔ لہذا تسمیہ باین بجاست۔

والحمد للہ الذی عندہ علم الخفیات ومن جودہ نیل الطلبات، والصلوٰۃ والسلام علی محمد
صاحب الآیات المحکمات والمتشابہات وعلیٰ آلہ وصحبہ نجم الہدایات، ونسأل اللہ العفو والہدایۃ فی جمیع
الحالات۔ تالیف شد بتاریخ سیزدہم شہر جمادی الاخریٰ سنہ ۱۲۲۰ھ

[illegible]

نذورِ بزرگان

(۱) وَمَا أَنفَقْتُم مِّن نَّفَقَةٍ أَوْ نَذَرْتُم مِّن نَّذْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُهُ
وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ۔ (البقرہ)

(۲) ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ
(الحج)

(۳) عن عائشة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا نذر في
معصية۔ وكفارته كفارة يمين۔ (ابن ماجہ)

(۳ ق)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد و شکر رب العزة و درود و سلام بر خاتم النبوة و بر متوسلان جناب از اہل بیت و اہل صحبت میگوید بندہ مسکین محمد رفیع الدین۔ الحقہ اللہ بسلفہ الصالحین۔ این کلماتے است در باب نذر ہے کہ بر مزارات اولیاء می آرند مشتمل بر چند مسئلہ۔

مسئلہ اول معلوم باید کہ لفظ نذر کہ اینجا مستعمل می شود نہ بر معنی شرعی است۔ کہ ایجاب غیر واجب است از جنس عبادات مقصودة الطریق تقرب الی اللہ۔ بلکہ معنی عرفی است۔ چہ عرف آن ست کہ پیش بزرگان می برند نذر و نیاز می گویند۔ آرے نذر شرعی قسمے ازاں گاہے می باشد۔

وحکم نذر این است کہ اگر تحقیق محض برائے اولیاء ست حرام است کہ وارد شدہ۔ لا نذر لغیر اللہ ونیز قضائے حاجت باستقلال[۱] از کسے خواستن واو را مالک نفع وضر خود اعتقاد کردن نوعے از

[۱] معنی استقلال را نیک باید فہمید تا کہ در مسئلہ شک و شبہ باقی نماند۔ در فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص۲۲ طبع جید برقی پریس دہلی نقل آوردہ کہ قدرت و اختیار چیزے عطا فرمودن وقوت اقتدار آن تفویض نمودن مفہومے دیگر است۔ وفعل خالص خود در چیزے ظاہر کردن مضمونے دیگر۔ مثلاً توان گفت کہ زید بقلم نوشت و فعل خاص خود کہ کتابت است در قلم ظاہر کرد و نمی توان گفت کہ زید قدرت و اختیار حرکت وقوت اقتدار کتابت بقلم سپرد زیرا کہ قلم تا وقتیکہ مثل زید انسان نشود قدرت و اختیار حرکت وقوت واقتدار الکتابت حاصل نمی تواں کرد۔ وخاصہ انسان بدست نتواں آورد پس اگر کسے گوید کہ زید قلم را قدرت و اختیار نوشتن داد و تفویض خاصہ خود نمود ساخت محصل کلامش ہمیں خواہد بود کہ زید قلم را انسان ساخت و اگر گوید کہ زید بقلم نوشت مفادش آن باشد کہ فعل کتابت خاصہ زید است وقلم را ہیچ وجہ در آن فعل قدرتے و اختیارے نیست وقوتے و اقتدارے نہ۔ بخ ببیں تفاوت رہ از کجا است تا بکجا۔

چوں این سخن دلنشین خاطر شان ست۔ بر اصل مطلب می آیم و میگویم کہ قدرت و اختیار افعال خاصہ احدیت و قوت واقتدار آثار مختصہ صمدیت کسے را بحیثے سپردن از رتبہ امکان برتبہ وجوب بردن است۔ زیرا کہ مبدأ قدرت و اختیار آن افعال و مبدأ قوت واقتدار آن آثار نیست مگر وجوب وجود پس اگر کسی قدرت و اختیار آن قدرت را باقی بر

شرک کہ بصورت است نہ در نیت حقیقت[ل] و واقع بریکے از سہ وجہ مباح است۔

وجہ اول —— آنکہ خالص برائے خدائے تعالیٰ است۔ و ایشان مصرف محض اند گویائی گوید الٰہی آن مراد من حاصل شود نذر تو بر خادم آن صالح رسانم۔

وجہ دوم —— آنکہ ایشان را شفیع[ے] سازد۔ گویائی گوید یا حضرت درجناب الٰہی برائے این مشکل دعا بکنید۔ اگر این مراد حاصل شود۔ از طرف تو درجناب الٰہی این قدر طعام یا نقد رسانم تا ثواب این عائد بتو شود؛

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۹) و اقتدار برائے غیر ثابت میکنند خصل کلام و آں مرامش ہمیں خواہد بود کہ خداوند تعالیٰ واجب الوجود آن را الٰہیدہ ... میگوید کہ ... معنی ذاتی و تصرف استقلال و مثل آن کہ در کلام بعض علما مشاہدات ... رضی اللہ و شاہ عبد العزیز رحمہما اللہ تعالیٰ بنسبت بکفار واقع شدہ مراد ازاں ہمیں اثبات قدرت و اختیار از درگاہ ... است کہ موجب شرک کفار نابکار است ورنہ مشرکین عرب ذات و صفات اصنام را مخلوق خدا و قدرت و اختیار آنہا را عطا فرمودہ جناب کبریا میدانستند کما لا تحقیقہ۔ و وجہ اطلاق لفظ استقلال ظاہر است ... تر بیین ... آن افعال خاصہ الٰہیہ را بسبب اعتقاد تفویض قدرت و اختیار در افعال اختیاریہ و افعال معتقدہ ... داخل نمودند و بافعال اختیاریہ بزرگان جمیع احکام استقلال جاری میشود و استحقاق مدح و ذم طاری گو کہ ہمہ افعال عباد بقوت و قدرت خداداد مبنی باشد۔ و حضرت مولانا شاہ اسمٰعیل شہیدؒ در منصب امامت ص۳۱ میفرماید کہ حق جل و علا بقدرت کاملہ خود در عالم تکوین تصرفے عجیب و غریب بنا بر تصدیق مقبولے از مقبولان خود میفرماید نہ آنکہ قدرت ... خرق عادت ... ایجاد میفرماید و او را باظہار آن مامور مینماید حاشا و کلا قدرت تصرف در عالم تکوین از خواص قدرت ربانی است نہ از آثار قوت انسانی۔ - (حاشیہ) سواتی

[ل] - چنانچہ بالا گذشت کہ مشرکین عرب ہم این اعتقاد کردند کہ قوتے و اقتدارے کہ از اصنام و آلہہ بار سرزد میشود آن عطا فرمودہ جناب کبریا است و این ہمہ ما فوق الاسباب وسائط و ذرائع اند۔ کما قال اللہ تعالیٰ حاکیا عن عقیدۃ مشرکین - هٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ الآیۃ —— وَمَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللّٰهِ زُلْفَىٰ الآیۃ اگرچہ در نیت حقیقت آنہا مشرکین این شرک نبود و لیکن باریتعالیٰ در کلام پاک خود این را بنام شرک موسوم کرد و آنہا را خطاب مشرکین داد۔ زیرا کہ این ہمہ از شرک قبیح است۔ و درین مقام کسے معذور نیست۔ و با خالق کائنات ہیچ کس در ہیچ خاصہ او از ذات و صفات و افعال بہیچ رنگ شرکتے ندارد۔ تَعَالَى اللّٰهُ عَنْ ذَٰلِكَ عُلُوًّا كَبِيرًا نعوذ

[ے] در فتاویٰ رشیدیہ ج ۱ ص۹۹ است۔ "تیسرے یہ کہ قبر کے پاس جا کر کہے کہ اے فلان تم میرے واسطے دعا کرو کہ حق تعالیٰ میرا کام کر دیوے اس میں اختلاف علماء کا ہے۔ مجوز سماع موتی اس کے جواز کے مقر ہیں۔ اور مانعین سماع منع کرتے ہیں۔ سو اس کا فیصلہ اب کرنا محال ہے" - و حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ (باقی ص۹۱)

واین معنی جواز دارد. چراکہ جناب نبوت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امیرالمومنین[۱] علی مرتضٰے رضی اللہ تعالٰے عنہ را وصیت فرمود کہ تا زندہ باشی از طرف من قربانی کردہ باشی ۔ بدون فرمودن توسل وسعد[۲] بن عبادۃؓ را فرمود بیا ہے بناکن وبگو ھٰذِہٖ لِاُمِّ سَعْدٍ

وجہ سیوم ـــــــ آنکہ آن بزرگ را در جناب الٰہی وسیلہ[۳] سازد. گویا ئی گوید الٰہی ببرکت فلان بزرگ وبحق عنایات ومہربانی خود برو کہ عمر خود در بندگی ورضا جوئی تو گذرانیدہ. اگر مشکل من آسان کنی این قدر مال برائے تو بدہم ۔ وثواب آن تن خواہ روح آن بزرگ سازم ۔ تا از تبرع واحسان بآن بزرگ خوشنود شوی ۔ واین ہم مست کہ مذہب[۴] حنفیہ است کہ للانسان ان یجعل ثواب نافلتہ لمن شاء ۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹) میفرمایند کہ ۔ وظاہر آنست کہ از فقہاء آنانکہ قائل بسماع موتٰی اند قائل بجواز اند وآنکہ منکر اند آن نیز انکار کنند. ھکذا فی فتاوی عزیزی ج ۲ ص ۱۰۸ ، سواتی

[۱] رواہ ابوداود وروی الترمذی نحوہ (مشکوۃ ج ۱ ص ۱۲۸) سواتی

[۲] رواہ ابوداؤد والنسائیؒ ۔ (مشکوۃ ج ۱ ص ۱۶۹) سواتی

[۳] در مسئلہ توسل چند وجوہ اند بعضے از ان شرک وحرام وبعضے مکروہ وبعضے جائز. حضرت مولانا تھانویؒ در البوادر والنوادر تحقیق انیق فرمودہ. علماء را باید کہ باو رجوع کنند۔ آرے اگر کسے این چنیں گوید کہ یا الٰہی وپروردگار من بطفیل فلاں وتبوسل فلاں وبرکت فلاں کارے مرا آسان کن. ومراد او این باشد کہ ما را باو فلاں محبت است و اگر آن ذات نبی ورسول است (علیہ الصلوٰۃ والسلام) بر وایمان ما است واین ایمان ومحبت از صالح عمل خود است وتوسل بصالح الاعمال جائز است ودلیلش در صحیحین وغیرہا حدیث غار است واین توسل بصالح اعمال است نزد جمہور علماء حق کہ حافظ ابن تیمیہؒ وقاضی شوکانیؒ ہم جائز است. واگر این توسل توسل بذوات نیکاں است مفاد آن ہم نزد این فقیر بتوسل صالح اعمال میرسد زیرا کہ توسل بذات نبی بوصف رسالت ونبوت است وتوسل بذوات صحابہ کرام ہم بوصف صحبت نبوی است وتوسل با بزرگان وائمہ دین بوصف نیکی وتبلیغ دین است واین ہمہ صفات حمیدہ را نیکو شمردن ونیکو دانستن وبدین وجہ بآن حضرات ایمان آوردن وعشق ومحبت کردن بمقولے حدیث افضل الاعمال الحب فی اللہ الحدیث از علامات ایمان است. اما اکابر علماء دیوبند کثراللہ جماعتہم قاطبۃً در حق جواز توسل اند مگر بآن وجہ کہ جائز است ۔ ۔ سواتی

[۴] ۔ حافظ ابن القیمؒ در کتاب الروح ص ۱۴۵ طبع حیدرآباد دکن می‌نویسد کہ ۔ " واختلفوا فی العبادۃ البدنیۃ کالصوم والصلوٰۃ وقراءۃ القرآن والذکر. فمذہب الامام احمد وجمہور السلف وصولہا وہو قول بعض اصحاب ابی حنیفۃؒ (باقی بر ص ۹۲)

مسئلہ دوم کہ۔ دادن بنام اولیاء برکدام یکے از خفو از مست زمین و روشنی و منددف خدام و خدمت اضیاف و سرانجام مجلس مقرر کنند۔

حکم این قسم آنکہ وقف است برائے مصارف مذکورۂ زیرا کہ حصہ آن محبوس است از تصرف اہل استحقاق و منافع آں مصروف بایشان لیکن نہ وقف حقیقی ست زیرا کہ آنچہ حصہ محبوس است ملک رقبۂ آن برائے واقف نبود۔ بلکہ شبیہ بوقف است در صورت و احکام۔

پس در تقدیر فقدان مصارف راجع بوقف شود یا بہ بیت المال۔ مگر آنکہ مال و طعام غلہ و زر نقد برائے ہمیں مصارف معین می کنند۔ و زمینداران از آنچہ للٰہی برآمد و آنرا مسولی می خوانند برائے ہمیں قسم امور بزرگان ایشان می فرستند۔ و دریں صورت شخصے کہ او می رساند وکیل است برائے صرف کردن در آں مصارف۔

و آن مال یا صدقہ خواہد بود۔ یا ثابت بر ملک واہب۔ تا زمان صرف کردن۔

و مصارف آن ہمان مصارف وقف است پس برائے این کار متولی وقف لازم است۔ و آن متولی را امانت و کفایت واجب۔

ونصب این متولی یا از طرف میّت باشد کہ در حین حیات خود شخصے را معیّن کند کہ وصی او باشد و یا نصب او باتفاق اہل حل و عقد از اصحاب طریق و خلفائے میت و اقارب قبیلہ او باشد۔ مانند آنچہ در حدیث شریف آمدہ است۔ اذا کنتم فی سفر فامروا احدکم[۲]۔

یا آنکہ این امر بجز یکے دراں خاندان نماند، خواہ بقربت صوری چون فرزند۔ و خواہ بخلافت معنوی۔ پس مردم بالضرورۃ باو رجوع نمایند و کار در دست نہند۔ و خواہ نصب او بتجویز حکم سلطان باشد

(بقیہ حاشیہ ص۹۱) و قال ایضاً والمشہور من مذہب الشافعیؒ و مالکؒ ان ذالک لا یصل —

و فقیر میگوید کہ صحیح مذہب حنفیہ حضرت شاہ رفیع الدینؒ ذکر کردہ است۔ و صاحب البیت ادری بما فیہ۔ و قال النوویؒ فی شرح المسلم ج ۱ ص۳۱۰۔ و ذہب جماعات من العلماء الی انہ یصل الی المیت ثواب جمیع العبادات من الصلوٰۃ و الصوم والقرأۃ وغیر ذالک۔ ۱۲ ستواتی

[۱] واخرج ابوداود عن ابی سعید الخدریؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا کان ثلثۃ فی سفر فلیؤمروا احدہم

[۲] مشکوٰۃ باب آداب السفر۔ ۱۲ ستواتی

در صورت اول آن شخص را صاحب سجاده توان گفت۔

و در صورت اخیر متولی محض خواہد بود۔

قسم دیگر ـــــــ آنکہ حاکم یا زمیندار بہ نیت صلہ و بر یا روح میت و بہ نیت خوشنودی و رضائے او بیکے علی التعیین بدہد۔ و یا بطریق سالانہ و فصلانہ بنام آن معین و مقرر سازد۔

و این قسم نیز جائز است بنا بر عمل آنکہ جناب نبوت صلی اللہ علیہ وسلم از طعام و لحم نزد صدائق حضرت خدیجہ سابقہ[1] می فرستاند۔ و این ہبہ و ہدیہ محض است دیگرے را در و شرکتے نیست۔ و در آنجا ایصال ثواب و عبادتے نیست بلکہ برّ و احسان با احباب است در شرع شریف مجوز و مسلم است۔

و حکم این قسم آنکہ ہدیہ و تملیک محض است برائے غنی و صدقہ است برائے فقیر۔ بثبوت قبض خاص ملک موہوب لہ میگردد۔ و دیگران را از اقارب و متوسلان او دران شرکتے نیست۔

و اراضی این قسم حکم سائر اراضی دارند از عطائے سلطانی۔

اگر واہب تملیک رقبہ کردہ است حکم فرائض در ورثہ آن شخص جاری خواہد شد۔

و اگر نکردہ است پس اگر قانون تقسیم معین کردہ، حکم عواری است بران عمل نمایند۔

و اگر معین نمودہ و مورث تقسیم آن معین نمودہ بر آن نیز عمل باید کرد۔ و یا موافق فرائض باید کرد تا مطابق تقسیم خداوندی باشد۔

مادامیکہ صاحب عطا شرح نکردہ و یا تجویز تقسیم از خود نمودہ این حکم جاری می تواند شد۔ والا در قسم سابق مندرج خواہد گشت۔

قسم سیوم ـــــــ آنکہ مردم بر مزارات اولیاء چیزے نہادہ می روند و تعین کسے منظور ندارند۔ موافق ارادہ ایشان خواہ یکے از متوسلان ایشان بگیرد۔ خواہ ہمہ تقسیم کنند۔ خواہ اجنبی بگیرد۔

و حکم این قسم آنکہ از قبیل تحلیل و اباحت است۔ مانند خم آب بر سر راہ نہند ہر کہ خواہد بنوشد۔ و یا

---

[1] ـ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت ما غرت علی احد من ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما غرت علی خدیجۃ رض وما بی ان اکون ادرکتہا وما ذلک الا لکثرۃ ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لہا وان کان لیذبح الشاۃ فیتتبع بہا صدائق (باقی بر ص ۹۵)

خوشۂ خرما در مسجد می آویزند. ہرکہ خواہد بخورد۔

قسم دیگر ——— آنکہ بطریق نذر چنانکہ در شہرہا [illegible] چیزے بنام خدام مزار مقرر نمودہ۔ وقت ادا آنجا رسانند۔

دیگر آنکہ چیزے در ملکہ انداز چنانکہ خدام مزار برائے تقسیم جمع می سازند۔

حکم این قسم آنکہ در اصل ملک شخصے نیست ہرکہ ازاں خواہد تصرف نماید۔

لیکن چون بعضے متوقع این قسم فتوح نشستہ اند و در خدمت مزار متساوی الاقدام اند۔ و تقسیم را نسبت بایشان وقت تلفی می کنند۔ و اخفائے این فیمابین ایشان موجب منازعت و مخاصمت می گردد بہمیں لیئے بہشت عداوت و برائے دفع تہمت و خصومت در تقسیم قانونی مصطلح می نہند۔

درین صورت از روئے شرع ملکے معین نیست بلکہ محمول بر شرکت و بوجوہ مشارکت تعیین است۔ بہ نوعے کہ قرار دہند معتبر و معمول بہ خواہد بود۔

و این تقسیم نہ از قبیل قسمت غنائم است و نہ از قبیل قسمت مواریث و اگر درین باب شبہ [illegible] باین ترتیب ہبہ مشاع میگردد۔ باید فہمید کہ ہبہ مشاع از قبیل محظورات عقلی و ممنوعات شرعی نیست۔ بنوعیکہ مخالف ادلہ عقلیہ باشد۔ و قضائے قاضی بآن رد شود۔ بلکہ صاحبین و امام شافعی حکم بجواز آن کردہ اند۔

اگر بنا بر ضرورت تجویز نمایند و عمل بقول مجوز آن کنند دور از فقاہت نخواہد بود۔

و اگر محمول بر تحلیل و اباحت دارند ہم بعید نیست۔

و قسم دیگر ——— آنکہ بعضے اغنیا مبلغ پیش مبینے می فرستند کہ در خدام فلان مزار تقسیم نماید۔

درین صورت آن شخص وکیل است در انقباض از طرف واہب و بعد تقسیم حق خاص ہر یکے بحکم ہبہ مبلغ موہوب د اقباض او تمام می شود، و تقسیم آن باجازت مالک باید کرد یا تفویض برائے وکیل امین۔

(بقیہ حاشیہ ۹۳) خدیجۃ رضی اللہ عنہا فیتصدق بہا لہن۔ ھذا حدیث حسن صحیح غریب (ترمذی ج ۲ ص ۲۲۵، سوانح)

واین تقسیم خواہ بطریقِ فیٔ نزد امام شافعیؒ باشد یا بطریقِ حاجت و مصارف نزد امام اعظمؒ۔
واین وجہ ثالث در آنچہ برائے تعمیر مزار[1] وغیر آن ارسال کردہ شود متعین است۔ واگر صاحبِ توفیقے مکانے بر مزارے مرتب سازد۔ و از تصرف خود برآوردہ در تصرف خدام آنجا گذارد۔ بعد مرمت شکست و ریخت وکہنگی۔
حکم او نیز ہمیں حکم باشد کہ ثمن آن در مرمت و مصالح ہمان مکان صرف نمایند۔ وآن چہ از مصارف مستغنی عنہ باشد بطریقِ امانت نگاہدارند برائے وقت حاجت۔ واگر حوائج مساکین وخدام غالب بود۔ درصورتِ استغنا از مرمت در ایشان تقسیم نمایند۔

مسئلہ سیوم آنکہ مستحق این نذر کیست۔ چون ظاہر است کہ میت را ملک نیست۔ پس اعتبار میراث از حجب حرمان وحجب نقصان مرعی داشتن ہم متعذر و ہم باطل است۔ بلکہ در لفظ واہب باید دید۔ اگر نام اولاد است بر اولاد بوجہ تقسیم نمایند۔ واگر بنام خدام در ایشان تقسیم نمایند۔ واگر بتعیین اسم نیست در خدام آنجا خواہ اولاد باشند خواہ اجانب وگرہ بر مزار ہم نباشد۔ اگر اولاد باشند احق اند والا متوسلان۔
واگر تعیین جماعت معتبر شد موجب اجر خواہد بود۔

---

[1] ـ مراد از مزار دریں عبارت بظاہر آن عمارت است کہ برائے سکونت فقیران و درویشاں نزدیک قبر تعمیر شدہ باشد۔ وآنرا خانقاہ نیز گویند کہ بعض درویشاں دراں برعایت قواعد شرع مبین چلہ کشند ومنازل سلوک طے کنند وآن عمارتہا کہ بر قبر بصورت گنبد تعمیر می کنند آن ہرگز مراد نیست۔ چنانچہ علامہ حلبیؒ در کبیری ص۵۹۹ مینویسند وعن ابی حنیفۃؒ انہ یکرہ ان یبنیٰ علیہ بناء من بیت او قبۃٍ ونحو ذالک لما مر من الحدیث آنفا۔ وقال فی السراجیہ ص۲۴۔ ویکرہ البناء علی القبور۔ وقال ملا علی القاریؒ ویجب الہدم الخ (مرقات ج۲ ص۳۷۲)۔ وقال السید آلوسیؒ۔ و تجب المبادرۃ الی ہدمہا وہدم القباب التی علی القبور اذ ہی اضر من مسجد الضرار لانہا اسست علی معصیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتجب ازالۃ کل قندیل او سراج علی قبر ولا یجوز وقفہ ونذرہ (روح المعانی ج۱۵ ص۲۱۹)۔ وقاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ بیہقی وقت میفرمایند کہ آنچہ بر قبور اولیاء عمارت ہائے رفیع بنا میکنند و چراغان می کنند و ازین قبیل ہر چہ میکنند حرام ست (مالا بد منہ ص۹۵) فائدہ۔ مراد از مکروہ در عبارت فقہاء احناف حرام است۔ چنانچہ ابو المکارم الحنفی المتوفی ۱۶۰ ھ میگوید المکروہ التحریم عند الامام الخ وقال محمد ان کل مکروہ حرام (کنز الدقائق ص۳۴۹) ای عند الاطلاق (باقی ص۹۶)

مسئلہ چہارم: - آنکہ رسم است کہ بعضے حق داران حصہ خود را کہ معبّر بنام "اسامی" می شود. بدست کسے بیع کنند یا رہن می گذارند و یا ہبہ می فرمایند -

و این عقد موافق قواعد شرع باطل است -

اوّل - آنکہ مال موجود نیست - و معلوم القدر نیست پس قابل تملیک بعوض و بغیر عوض نخواہد بود

و اگر این چنین جہالات واقع شود. زرے کہ بائع گرفتہ است اگر زندہ است از سہم او ادا سازند

کہ مشتبہ بہ رہن خواہد بود -

و اگر مردہ است و مال دیگر دارد. از آن مال ادا سازند

و الا صیانۃ لمال المشتری تا مدت ادائے آن مہ باک کنند - و مسامحت نمایند. - و بعد آن بوجود

مذکورہ تقسیم فیما بینہم قسمت کنند -

واللہ اعلم -

(بقیہ حاشیہ ۹۵) یکون مکروہ حرۃ لا مصدق ذنبہم -،، سراتی

جوابات

سوالاتِ اثنا عشر

(۱)۔ فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ (الانبیاء)

(۲)۔ عن ابن مسعود رض قال قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم لاحسد الا فی اثنتین رجل اتاہ اللہ مالاً فسلطہ علی ھلکتہ فی الحق ورجل اتاہ اللہ الحکمۃ فھو یقضی بھا ویعلمھا۔ (متفق علیہ)

(۳)۔ عن ابن عباس رض قال قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

(سواتی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

حافظ صاحب گرامی مرتبت امام شاہ سلمہ اللہ تعالیٰ از فقیر رفیع الدینؒ بعد از سلام

مسنون الاسلام واضح باد کہ رقیمۂ کریمہ رسید۔ مطالب چند مرقوم بود۔ اجوبہ آن نوشتہ می شود۔

سوال اول۔ آنکہ پیش فقہائے حنفیہ مسح ربع لحیہ فرض است و در حدیث شریف است۔ کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زیر زنخ را تر کردند۔

اگر ربع لحیہ را مسح فرض شد زیر زنخ را تر کردن چہ حاجت است۔

جواب۔ مسح ربع لحیہ فرض است و تر کردن زیر زنخ از جہۃ وجہ خارج است شستن

آن بالضرورۃ از فرض خارج است۔

ہمچنین کثّ اللحیۃ را غسل جلد مخفی سنت است پس در فرضیت مسح ربع لحیہ و شستن زیر زنخ

تعارض نیست۔

سوال دوم۔ آنکہ روز قیامت کہ لقائے حضرت باری جل شانہ خواہد شد چہ طور خواہد شد

در تجلی ذات یا صفات۔

جواب۔ این فقیر در رسالہ دُرر و درارئ[1] تفصیل مستوفی درین باب نوشتہ است کہ اظہار

آن درین مقام طولے دارد۔

اما سخن مختصر این است کہ متفق علیہ اہل سنت وجماعت است کہ دیدار الٰہی در جنت بے کیف

خواہد بود یعنی بغیر لون و شکل و بعد و جہت۔

تصویر این مقام محققان اہل عقل و کشف بچند وجہ بیان فرمودہ اند۔

---

[1] "درر و درارئ" حضرت شاہ رفیع الدینؒ کا علم عقائد وکلام میں ایک اہم رسالہ ہے اسی رسالہ میں سے یہاں جوابِ دوم میں رؤیت باری تعالیٰ کے بارہ میں ایک مبحث نقل کی ہے۔ افسوس کہ اس رسالہ کا کوئی مخطوطہ ہمیں دریافت نہیں ہو سکا۔ ۱۲ سواتی۔

حکیم ابو نصر فارابی[1] در کتاب نصوص خود می گوید کہ انکشاف شئ گاہے بر وجہ جزئی شخصی می باشد و گاہے بر وجہ کلیہ کہ عنوان یک شخص یا اشخاص کثیرہ شود ۔ اول را رؤیت و ثانی را معرفت ۔ و ثالث را علم گویند۔

حاصل در وقت تعلق بدن از حق جل شانہ قسم ثانی است ۔ و بعد خلع بدن این معرفت ترقی نمودہ بہ رنگ اول خواہد رسید این ۔ تعبیر بہ رؤیت نمودہ می شود۔

واین کلام نقل مضمون اوست نہ ترجمہ عبارت او۔

حضرت مجدد[2] رضی اللہ عنہ می فرمایند ۔ [illegible] وقت معاینہ حاصل شود [illegible] الٰہی جل شانہ بہ نسبت آن ذات اقدس [illegible] [illegible] این را بجز رؤیت تعبیر نتوان کرد لعبارت دیگر جز لسان انکشاف نیست ۔

---

[1] ابو نصر محمد بن طرخان الفارابی [illegible] ولد فی فاراب بلدۃ [illegible] من کبار حکماء الاسلامیین واوسع [illegible] فی العلوم الفلسفیۃ ترجم [illegible] من کتب [illegible] الی العربیۃ لاسیما کتب المعلم الاول ارسطو وصنف کتبا مدیدۃ فی الفنون المختلفۃ واتقن فن الموسیقی [illegible] وکان محبا للعزلۃ لا یوجد الا عند المیاہ الجاریۃ والغابات ذوی الاشجار الملتفۃ والبساطین ولما کان اکثر من سبقہ من الفلاسفۃ الاسلامیین ایضاحا وشرحا لکلام افلاطون وارسطو وکان اقدرہم علی فہم اغراضہم لقب بالمعلم الثانی توفی ۳۳۹ھ وعمرہ ینا ہز الثمانین سنۃ ۔ حواشی

[2] حضرت مولانا شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی آپ کی ولادت ۹۷۱ھ میں ہوئی آپ کی ذات گرامی سے تمام عالم اسلام بالعموم اور خاص طور پر برصغیر پاک و ہند کے کروڑوں انسانوں کو ہدایت نصیب ہوئی ۔ آپ کی رہنمائی سے بہت سے گم گشتگان بادیہ ضلالت راہ راست پر آئے ۔ آپ کے تجدیدی کارنامے اظہر من الشمس ہیں آپ نے ایک طرف بادشاہوں اور شہنشاہوں کی پیٹھ اور گردنوں کو جھکا دیا ۔ اور جو اپنے لئے تعظیمی سجدے کراتے تھے ان کی ایسی کایا پلٹ دی ۔ کہ وہ خود مالک حقیقی کے سامنے سربسجود ہو گئے ۔

اور دوسری جانب آپ نے غلط کار متصوفین جنہوں نے تصوف اور سلوک کے نام پر ہزاروں بدعات اور شرکیہ رسومات جاری کر رکھی تھیں ۔ اور خلق خدا کو گمراہ بنا رہے تھے ۔ کی گمراہیوں اور ضلالتوں کی پردہ دری کر کے امت مسلمہ کو کتاب و سنت اور فقہ حنفی اور صحیح تصوف و احسان کے مقام سے روشناس کرایا ۔ اور ان کی رہنمائی فرمائی شرک و بدعت اور ہر قسم کی باطل پرستیوں کا قلع قمع کیا ۔

اور تیسری طرف بڑھتے ہوئے تشیع اور رفض کی بنیادوں کو کمزور کیا اور بڑی شدت سے اس غوغا آرائی (بقیہ ص ۱۰۱)

ودرین نقل ہم اندک تجربے واصلاح کردہ شد یعنی در کلام شریف ایشان حصول جزم ولذت

درباصرہ نبود۔

واتفاق علما است کہ رؤیت بماں ادراک قلبی ست کہ بتوسط حاسہ باشد نہ مجرد ادراک قلبی والا ایں قول

موافق تاویل اہل اعتزال می شود وبنابرآن دو سہ حرف دریں زیادہ کردہ شد۔

واز کلام بعض دیگر مستفاد می شود کہ رؤیت در شاہد متحقق می شود بحصول علم مرئی در حبیبہ و

ازین جا در مجمع النور واز آنجا در حس مشترک۔

وازائے نفس ناطقہ صورت خیالیہ ووہمیہ وعقلیہ تجرید می کند۔

وبہ ازین رشتہ نزول می کند کہ علم عقلی بواسطہ وہم وخیال بحس مشترک نزول می کند۔ وشبیہ

حالت ابصار حاصل می شود۔

اما چونکہ تا جلیدیہ نزول نیست ابصار تحقیقی نتواں۔ ودر آن جہاں کہ نفوس مقدسہ ومطمئنہ گشتہ

کمال اتصال بجناب مبدأ پیدا می کند اشعۂ نورانی آن ذات مقدس بر قوت عقلیہ ووہمیہ پرتو می اندازد

واز آنجا بخیال وحس مشترک نزول می کند وبسبب شیوع فیوض الٰہی وقوت مدرکۂ انسانی ورفع موانع

لوم وتعطل حواس در مجمع النور وجلیدیہ مرئیش خواہد کرد۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱) کا مقابلہ کیا۔ اور علم سنت بلند کیا سلف صالحین کے بتائے ہوئے صحیح راستہ کی طرف خلق خدا کو دعوت دی۔

آپ کا مقام یقیناً عزیمت کا مقام تھا۔ آپ ایسے مجاہد حق گو تھے جس نے حق گوئی کرتے ہوئے سالہا سال تک جیل میں رہنے

کی اور قید وبند اور ہر قسم کے جبر وتشدد کی کوئی پرواہ نہیں کی۔

آپ حضرت امام ابو حنیفہؒ کے مقلد اور پیروکار تھے جو کارنامے آپ نے انجام دیئے ہیں۔ بڑی بڑی جماعتیں

تو کیا سلطنتیں بھی ان کے کرنے سے درماندہ ہیں۔ و ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔ آپ کے فیوض جاری ہیں

اور جاری رہینگے۔ آپ جس طرح عالم کتاب وسنت تھے اسی طرح آپ فقیہ کامل، صوفی حق پرست اور مجدد اعظم

بھی تھے۔ اور صاحب درجات رفیعہ اور مقامات عالیہ۔ سلوک وتصوف میں نقشبندی طریق کے امام تھے۔ آپ کے

مکتوبات شریفہ سلوک وتصوف اور علم الحقائق میں وسیع اور عریض سمندر ہے شناوران حقیقت اور متلاشیان حق

وصواب ان سے مستفید ہوتے رہتے ہیں۔ آپ کی عظمت وبلندی کے لئے یہ شہادت کافی ہے جو کہ آپ کے مرشد

حضرت خواجہ باقی باللہؒ آپ کے بارہ میں فرمایا کرتے تھے۔ "شیخ احمد ایک ایسا آفتاب ہے کہ ہم (باقی برصفحہ ۱۰۲)

ہمچنانکہ خیالات درین جہان در جہت و مکان نیست آن معاینۂ حقیقیہ نیز در جہت و مکان نخواہد بود دیگرے گفتہ است کہ در حدیث شریف آنچہ در باب رؤیت وارد شدہ بر نفی جہت و سلب لوازم جسمیت ایمائے می دہد۔

این قدر ہست کہ آن تجلی عیانی صوری از سائر مظاہر بدو وجہ امتیاز می دارد۔

اما از سائر مخلوقات کہ نیز مظاہر صفات آنجناب اند پس بآنکہ ظہور ذات در آن مقام بعنوان الوہیت است۔ و در سائر مظاہر بعنوان خلیقت و انواع کائنات۔ چنانچہ از درخت حضرت کلیم علیہ السلام ندائے

انا اللہ لا الٰہ الا انا۔ سر می زد۔

و از سائر تجلیات صوری و خیالی و حتی این جہانی پس بدین وجہ است کہ ظہور ذات مقدسہ در آن مقام بصورتے نہ بدین صور کائنات معلومہ و مستقر ون بجدے از عظمت و کبریا و نور و بہا و جمال و صفا و شمول کمالات ذاتی و اسماء خود بود کہ حوصلۂ نظر اکمل و اشرف را در دید نقش خود گنجائش ندارد۔

و ہر کرا ازان در تصور آوردن نمی تواند۔

و آنچہ اہل سنت نوشتہ اند کہ رویت آنجہانی بے کیف است۔ برائے دفع اشکالات معتزلہ از ثبوت لوازم جسمیہ گفتہ اند۔ چون حقیقت تجلی دریافت شود جملہ اشکالات آن ہم میباشند۔

دفع ہذا بعضے اکابر می فرمایند کہ نفس را بسبب استغراق قوی در شہود حق احساس ہیچ غیر از زمان و مکان، و جہت، و وجود خود نخواہد بود۔[1]

(بقیہ حاشیہ صفحہ۱) جیسے ہزاروں ستارے اس کی روشنی میں گم ہو جائیں۔ آسمان کے نیچے ان کی نظیر نہیں۔ اور ان جیسے اس امت میں چند ہی آدمی گذرے ہیں۔" (تذکرہ اولیاء کرام)۔ آپ کی وفات ماہ صفر ۱۰۳۴ھ میں بعمر ۶۳ سال ہوئی۔ قبر مبارک سرہند میں ہے۔ رحمہ اللہ رحمۃ کاملۃ۔ سواتی

[1] ۔ قال حکیم الامۃ الشاہ ولی اللہ الدہلویؒ۔ "الرؤیۃ علم حضوری و انکشاف تام باللہ تعالیٰ تارۃً۔ و بصفاتہ المقدسۃ ایضاً اخریٰ۔ وذالک بان یضمحل تقررہ و لایبقی الا الفرد الصمد و ہذا التوحید علی ضرب ما من الاتمام لایتعقو قط فی الدار الدنیا المخدجۃ۔

ولقد در اہل السنۃ حیث دققوا ماہو الحق المطابق للواقع فیما حکموا بان الجارحۃ العین مدخلاً بنالک فی الانکشاف التام وما ذالک الامن برکات جمع الہمۃ علی تقلید الانبیاء علیہم السلام، و تحقیقہ علی ما تفردت بذوقہ (باقی برصفحہ۱)

ہمیں را معاینہ بے جہت و شکل و لوازم جسمیہ میتوان گفت۔

بالجملہ ہمچناں کہ گفتہ می شود کہ زید و عمرو را صریحاً دیدیم، و حال آنکہ سوائے بعضے اعراض ایشان ندیدہ ایم۔

ہرگاہ ایں مسامحہ تعبیر در شاہد کہ موضوع لہ لغوی لفظ رؤیت است جاری باشد۔

در غائب بدفع آن بجد باید کوشید و چرا التزام باید کرد کہ کنہ ذات صرف کہ از تعلق ادراک و فہم معترا است در قید احساس و ابصار افتد۔

آرے ایں رؤیت در حق خواص و عوام بسہ وجہ مختلف می شود۔

یکے بحسب قرب و بُعد۔

دیگر بحسب قلت و کثرت۔

و دیگر بسبب زیادتی معرفت صفات و کمی آن کہ در دار دنیا مکتسب شدہ۔ و تائید ایں است کہ شبہ نیست کہ بدن ارضی را بہ نسبت روح حیوانی در وجدان بدان ذات مقدسہ حجاب زیادہ تر است، و روح حیوانی را ہمچنیں بہ نسبت عالم مثال سفلی کہ مقام جن و شیاطین است و عالم مثال سفلی را ہمچنیں بہ نسبت عالم مثال علوی کہ مقام ملائکہ مقربین است، چون عالم مثال ترقی نماید صورت ہماں عالم اکتساب کند و بدن او حکم ارواح علویہ پیدا کند آنچہ دریں جا غیب است آنجا شہادت گردد۔ وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا[1]

---

[1] سورۃ زمر آیت ۶۹۔

(بقیہ حاشیہ ص۱۰۲) ان فی بعض دقیقات التجلی الذاتی یکون العلم بوساطۃ ہذہ الجارحۃ لما ان من المتحقق عندنا ان لیس للجوارح ولا للاعراض صور علمیۃ التی نسمیہا بالاعیان انما ہی وجوہ الاعیان واعتباراتہ فالعین تمثال للانکشاف التام الذی ہو وجہ منطبع فی الصورۃ الثانیۃ، وکذالک الید تمثال للقوۃ العملیۃ التی ہی ظل مجزبا من جزئیات الصنع والخلق۔

وایضاً من المتحقق عندنا ان ہناک خلطاً واتحاداً بین الحقیقۃ والتمثال لیس ہہنا کما ذکرنا۔ فلسنا ننکص علی اعقابنا ان سمعنا قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی اشم رائحۃ الایمان من قبل الیمن، وما ذالک النکوص الا من شان السفہاء کالفلاسفۃ والمعتزلۃ واشباہہم فاعلمن لعدالتی واللتیا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رأی ربہ بعینہ فی المعراج وان موسی علیہ السلام سمع کلامہ المقدس باذنیہ ولا تتعجب وآمن وسلم۔ فان الانکار فی امثال ہذا طیش وعجز، اللہم لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم۔ (الخیر الکثیر ص۱۱۳)۔ م. سواتی

بحقائق اعمال و حیاکل ملائکہ و احوال جنت و نار معاینہ شود۔

لاجرم عظیم تجلیات الٰہی را کہ کارخانہ تدبیر و فیضان قضا و قدر و نزول شرائع بر انبیاء و صدور امر و نہی ملائکہ از آنجاست بحسب مراتب اتصال نفس آشکار گردد۔ و تجلی شود، و جوارح بدن بتبعیت قوی روح مطیعہ آن واردات گردد۔

یقین است کہ حالت معاینہ ابصری حاصل خواہد گردید۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

سوال سوم - آنچہ نوشتہ اند کہ ذات حق الآن کما کان است۔ و در اکثر ادعیہ می آید سُبْحَانَ مَنْ لَّا يَتَغَيَّرُ بِذَاتِهٖ وَلَا بِصِفَاتِهٖ بِحُدُوْثِ الْاَكْوَانِ۔

و حق تعالیٰ ایں قدر ظہور مخلوقات کرد، و باوجود ظہور کائنات در ذاتش و صفاتش تغیر نیاید و فہم نمی آید

جواب - مثال ظہور کائنات از حق سبحانہ و تعالیٰ وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی[1] من کل ما یفہم و یدرک فہم بصور در آئینہ است۔ آئینہ ذاتے است از جرم معین است و صفاتے خارجہ دارد از قدر و شکل و رنگ و صفائی و نشیب و فراز در سطح و مانند آن و صفاتے است خارجیہ عارضیہ مانند گشتن روے از غرب بشرق و از زمین بفلک۔

ایں تغیر در قسم صفات مستلزم تغیر در عین آئینہ است کہ ایں ہمہ صفات در ظرف حصول جوہر آئینہ حاصل است۔ و اما صورت مرئیہ در ان مطلق دران ظرف حاصل نیستند نہ بظہور و خفائے آنہا در ذات و صفات آئینہ تغیرے می افتد اگرچہ ہزاراں ہزار صورت نیک و بد پاک و ناپاک در وے نمودار گردد۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

سوال چہارم - کافران بزور خود بملک تصرف یافتند، و مدت مدید ملک مذکور در تصرف آنہا ماند پس ملک مذکور در کدام وقت و عرصہ ملک نمی شود۔ و کدام شرائط است کہ داد ایشاں ازاں ملک و ہبہ کردن ازاں ملک در حق کسے حلال شود۔

و دریں صورت اگر مسلمانان متصرف شوند و بکسے بدہند گرفتن آں روا باشد یا نہ۔

---

[1] - قطعۃ من آیۃ سورۃ الروم ۲۲ - ۱۲ تسوانی

جواب - اگر کفار بر اشیائے منقولہ متصرف شوند چون بدار خود می برند مالک می شوند۔
اما چون بر مُلک متسلط می شوند پس در آنکہ این مُلک دار الحرب کے می شود۔ اختلاف است۔
بعضے می گویند کہ دار اسلام ہیچگاہ دار الحرب نمی شود۔
و بعضے می گویند کہ چون دار الاسلام محیط باشد دار الحرب نمی شود۔ و اگر بدار الحرب متصل گردد،
دار الحرب می شود۔
و بعضے گویند کہ مادام کہ یک شعار از شعائر اسلام بوجہ سلطان ظاہر باشد دار الحرب نمی گردد۔ و
چون ہمہ شعائر الاسلام موقوف گردد دار الحرب می گردد۔
و بعضے می گویند کہ اگر یکے از شعائر اسلام موقوف سازند دار الحرب می شود۔
و اما اصح و ارجح آنست کہ مادام کہ حرب قائم است و مسلمانان از استخلاص آن مُلک متقاعد نگشتہ اند
و استیلائے کفار بحدے نشدہ کہ ہر چیزے از شعائر اسلام کہ خواہند موقوف سازند و مسلمانان بے استیمان
ایشان اقامت دارند و بر املاک خود بے اذنِ ایشان متصرف اند آن مُلک دار الاسلام است و
دار الحرب نشدہ و تصرفات عارضی ایشان معتبر نیست و بعد تسلط اسلام آن تصرفات اعتبار ندارد۔
و چون مسلمانان از جنگ برگردند و متقاعد شوند گو کہ فکر جمع اسباب در دل داشتہ باشند۔ اما
از مقاومت در مانند۔ و اقامت مسلمانان باستیمانِ ایشان گردد۔ و تصرف بر املاکِ خود باذنِ ایشان
کنند و جریان شعار اسلام از راہ بے تعصبی ایشان باشد نہ از روئے قوت مسلمانان آن مُلک دار الحرب
می گردد۔ و تصرفات ایشان جائز است و ہبہ ایشان جاری۔
و اما غلبہ و تسلط مسلمانان بر بلاد کفار پس تصرفاتِ ایشان دران مُلک جائز است در امورے
کہ موافق شریعت اند و در غصب اموال مسلمین نیست۔ واللہ تعالےٰ اعلم بالصواب (باقی ص ۲۴ پر)

سوال پنجم - صلوٰۃ الوسطیٰ کدام است۔ و فرضاً اگر یکے بیطی نی شود۔ چہار نماز باقی مانند۔ و
تصدیقِ کمال از انہا بر نمی خیزد۔

جواب - و صلوٰۃ الوسطیٰ بہفت قول است۔

علم جداگانہ استخراج نمودہ اند - واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

سوال ہفتم - معرفت کمال ہر شئی بچہ طور می شود زیرا کہ از دیدن و شنیدن و خوردن
معرفت کمال حاصل نمی شود -

جواب - حقائق اشیاء اظلال صفات الٰہی اند - و ظہور آنہا در خارج مربوط بعلل اربعہ است
فاعلی - و غائی و مادی و صوری

و ظہور کمال این حقائق بہ ترتب آثار مختصہ آنہا است - و حصول ثمرات خاصہ باآنہا -
پس معرفت کمال ہر چیز بالاجمال بہ تجلی ذات حق است بر سالک در ضمن آن شئی کہ این تجلی بعد مشاہدۂ
کثرت در وحدت - در مقام سیر بالمعہ فی الاشیاء حاصل می شود -
و بالتفصیل باحاطہ مبادی و خواص اوست از قوانین حکمیہ مع تخصیص مبدالتعین و مراتب تنزل آن و قوانین
کشفیہ - و اگر از محسوسات باشد ادراک بحواس نیز در تتمیم معرفت حقیقت او داخل است - واللہ تعالیٰ اعلم

سوال ہشتم - قصۂ ابلیس کہ در کلام اللہ وارد است معلوم نیست کہ سوال و جواب او
بچہ طور گردیدہ - بطور الہام یا بطور دیگر -

جواب - تصویر این کلام در نقلیات ہیچ وارد نشدہ
اما وجدان چناں دریافت می کند - کہ از راہ ہاتف بود - یعنی این شقی ندا می شنید و می دانست - کہ
این ندائے حق است - و در نفس الامر یکے از ملائکہ مظاہر قہر کلام الٰہی را ادا می ساخت - کہ این شقی او
را نمی دید و نمی شناخت - لیکن باید دانست کہ کفر این ملعون کفر جہل و احتجاب نیست بلکہ جحود و عناد است
پیش از لعنت قوت ملکیہ کہ بہم رسانیدہ بود - و تلقی از غیب می کرد - زائل کردہ اند - و سلب نمودہ
تا از الم قبض و فرط تعطش بیقرار نگردد - و قدم در راہ توبہ نہ نہد -
بلکہ ہمیں راہ را مزدوج بسخط او و عتاب نمودہ - در کسوت اہانت طرد برپا داشتہ اند -
اما در جوہر مزدج او تقیۂ ظلم نگندہ اند کہ گاہے خود را مستحق حبس و گاہے در لباس استغنا
و یوسی کمان ... دانستہ طاعات و سماوات در دنیا عین و مردم تصرف می کند -

سوال دہم ۔ در حالت برہنگی کلام حرام است و چون زن و شوہر فراہم آیند ذکر اللہ ضرور است
و این ہر دو امر فیما بین خود مباینت دارند۔

جواب ۔ در حالت برہنگی کلام حرام نیست بلکہ مکروہ است۔ و این مکروہ ہم بایک گونہ است
بوجہ تلفظ بزبان۔ و ذکر اللہ در جائے تن و نجاست منع است۔ و در شغل جماع نہ۔
و مع ہذا علما نوشتہ اند کہ ذکر اللہ در بیت الخلاء۔ و ہم در وقت جماع پیش از در آمدن۔ و
کشف عورت کردن مسنون است۔ پس مباینت و منافات نیست۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

سوال یازدہم ۔ دیدن جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم در حالت منام فرقہ سنیہ و شیعہ
ہر دو را می شود و ہر یک اوصافِ آنجناب بیان می کند و احکام موافق خود نقل می نماید۔ اغلب کہ
دو کسان را اتفاق کردن در آنجناب خوش نمی آید و خطرات شیطانی را آنجا دخل نیست۔
این را چہ تصور تواں کرد۔

جواب ۔ مضمون حدیث مَنْ رَآنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِیْ[1] ۔ را اکثر علما تخصیص بصورت
مدفونہ در روضہ منورہ نمودہ اند۔
و بعضے تعمیم کردہ اند بجمیع صورتہا کہ آنجناب از ابتدائے نبوت تا وفات در جوانی و کلاں سالی در
سفر و حضر و صحت و مرض بران بودہ اند۔
توارد سنی و شیعی بر آن صورت احتمال بیش نیست و وقوع آن ثابت نشدہ، و لانقض بالفرضیات۔
اما تحقیق ایں آن است کہ دیدن آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم در خواب بر چہار قسم می تواند شد۔
یکے دیدار الٰہی کہ اتصال یقینی با جناب است علی التحقیق۔
دوم آنکہ دیدن متعلقات جناب است از دین ایشان و سنت ایشان و نسب مظہر ایشان و
دیگر ملک و متابعت [illegible] ایشان و مانند آن بصورت جناب مقدس در دیدہ مناسبت کہ در فن تعبیر معتبر اند

---

[1] متفق علیہ حدیث [illegible] قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من رآنی فی المنام فقد رآنی فان الشیطان لا یتمثل فی صورتی [illegible]
[illegible] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من رآنی [illegible] الشیطان [illegible]
[illegible] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

در رویائے انسانی - بصورت اعتقادیہ خود است کہ بر لوح خیال منقوش است مانند نقوش صورت بر کاغذے - این ہر سہ قسم در حق آنجناب جائز است۔

وقسم چہارم کہ شیطانی است یعنی تمثل شیطان بصورت آنجناب ہمین منتفی و ممتنع است۔

اما قسم سوم شیطانے گاہے بالقائے آوازے و کلامے تلبیس می نماید و وسوسہ می اندازد۔

وچون اشتباہات بعض روایات[۱] کہ در وقت قرأۃ سورۂ نجم در وقت سکوت آنجناب شیطانے دو سہ حرف گفتہ بصدائے مانند آن مشرکین را مشتبہ ساخت۔

در حین حیات این معنی ممکن باشد در خواب چرا ممکن نیست لہٰذا در شریعت غرّا احکام خواب را حجت نمی شمارند۔ و در حدیث مشہورہ نمی شمارند۔ احیاناً اگر از این جہت دیدن آنجناب بصحت نیز از این قبیل خواہد بود۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

سوال دوازدہم - منسوب بجواب بہ حضرت شاہ غلام علی[۲]۔

حضرت سلامت بعد تسلیمات نیاز معروض می دارد کہ حقیقت کعبہ علماء چہ بیان کردہ اند۔ و صوفیہ چہ می فرمایند ارشاد بود۔ زیادہ تسلیمات و مومن افضل از کعبہ نیز است۔

جواب - علماء حقیقت برائے کعبہ بیان نکردہ اند ہمین سنگ و خشت و گل است کہ بحکم الٰہی باستقبال او در نماز و بطواف گرد او صادر شدہ۔ باین نظر فضیلتے و منقبتے حاصل شدہ است۔

---

۱ بعض محدثین واقعہ تلک الغرانیق العلیٰ را صحیح شمردہ اند۔ اما نزد محققین این واقعہ محض باطل است لا اصل لہ۔ چنانچہ اکثر کبار محدثین مثلاً امام بیہقیؒ، حضرت قاضی عیاضؒ، حافظ منذریؒ، علامہ عینیؒ و امام نوویؒ وغیرہ بہ بطلان او تصریح کردہ اند۔ و خود امام نوویؒ این اند: فباطل لا یصح فیہ شیء لا من جہۃ النقل ولا من جہۃ العقل۔ (شرح مسلم ج۱ ص۲۱۱) ۱۲ سوکانی۔

۲ قطب الارشاد حضرت مولانا سید شاہ عبداللہ مجددی مظہری دہلوی معروف بہ شاہ غلام علیؒ بہت ہی بلند پایہ اولیاء اللہ میں سے تھے آپ کی ولادت ۱۱۵۸ھ شہر پنجاب کے قصبہ بٹالہ میں ہوئی۔ آپ کا سلسلہ نسب خلیفہ چہارم حضرت علی رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ آپ نے پہلے علوم دینیہ کی تحصیل کی اور ۲۲ سال کی عمر میں حضرت مرزا مظہر جانجاناں شہیدؒ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت ہوئے اور مجاہدہ و ریاضت کرتے رہے مرشد کامل کے زیر سایہ پندرہ سال گذارے۔ اور کامل عارفین کے درجہ تک پہنچے۔ اور بڑی تعداد میں خلق خدا کے لئے فیض رسانی اور ہدایت سامانی کا ذریعہ بنے۔ ہزاروں علماء و فضلاء آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے۔ [illegible] نصیب ہوئے تھے۔ [illegible]

چنانچہ حضرت عمرؓ اشارہ نمودہ اَنْتَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ۔ ہرگاہ در حقائق جامعیہ صور نام مجموعہ

اعراض داشتہ باشد۔ بدون اثبات صورِ نوعیہ پس بماہیات صناعیہ چہ رسد۔

واما نزد صوفیہ پس ہر شئی را سہ حقیقت است۔

حقیقت جسمانی و حقیقت روحانی و حقیقت ربانی۔

حقیقت جسمانی کعبہ شعبہ از ولایت ابراہیمی کہ حق سبحانہ آنرا آئم معرفت ساختہ بعد بنائے او کا ہے جہان

از شعائر حقہ خالی نماندہ۔ و دعوت در جہان انتشار یافتہ۔ و نائب حق سبحانہ وتعالیٰ در قضائے وطر

شوق طالبان کہ اَلْحَجَرُ یَمِیْنُ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ و ماحی سیئات و شافع زوار می شود۔ بعد ازاں از

ولایت محمدی خلعتہ فاخرہ ولباس لفہ بدلی سالہا پوشیدہ طرفہ رونقے و بہائے یافتہ مرأۃ انوار قاہرہ بر ذات

قدس شدہ۔

(بقیہ حاشیہ ۱۱۰) جیسے بالمال حضرات آپ سے فیض یاب ہو کر ان ممالک میں رشد و ہدایت کا ذریعہ ثابت ہوئے۔

آپ نے حضرت شاہ ابو سعید مجددیؒ کو جو آپ کے اجل خلفاء میں سے تھے۔ زندگی کے آخری دور میں طلب کیا۔ اور اپنا

جانشین مقرر کیا اور ۱۲۴۰ھ میں اشراق کے بعد بہ ہیئت احتبار کمال استغراق اور شدہ کی حالت میں انتقال فرمایا۔

مزار دہلی میں خانقاہ کے اندر ہے۔ (مقدمہ مکاتیب شریفہ از شاہ نعیم علیؒ)

آپ کا شمار تیرھویں صدی کے مجددین میں ہوتا ہے۔ آپ کی ذات سے اس قدر فیض جاری ہوا۔ کہ بقول حضرت

شاہ عبد الغنی محدث دہلوی ثم مہاجر مدنی و شاہد ہی اگلے زمانے میں کسی سے اس قدر فیض ہوا ہو۔ ہند میں شاید ہی کوئی شہر

ایسا ہو جہاں آپ کا کوئی خلیفہ نہ ہوا ہو۔ صرف ایک شہر انبالہ میں آپ کے پچاس خلفاء تھے۔ قال الشیخ مراد القزانیؒ فی

ذیل رشحات۔ وُلد الشیخ غلام علیؒ ۱۱۵۸ھ فی قصبۃ بٹالہ یتصل نسبہ لسیدنا علی کرم اللّٰہ وجہہ۔ ولما وصل الی مولانا مظہرؒ

۱۱۸۰ھ واظب علی اخذ منہ الی خمسۃ عشر سنۃ۔ وتوجہ الطالبون الیہ من جمیع البلاد وقد انتشر الآخذون عنہ فی جمیع الاقطار

الارض شرقاً و غرباً و عجماً و عرباً توفی الشیخ غلام علی ۱۲۴۰ھ۔ تمت کان الشیخ عبد اللّٰہؒ من کبار اصحاب الامام عبد العزیز

الدہلویؒ۔ (حاشیہ شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک بحوالہ کتاب تمہید از حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ)

حضرت مولانا الشیخ ابو الاعلم محدث مدنی کی مشہور تلمیذ الشیخ محسن تیمی اپنی مشہور کتاب الیانع الجنی میں حضرت مرزا مظہر جان جاناں

شہیدؒ کے تذکرہ میں لکھتے ہیں۔ ومن خلفاءہ ایضاً الشیخ غلام علی علوی دہلوی جسیں توفی فی صفر سنۃ اربعین و مائتین نوّر اللّٰہ مضجعہ

وفیہ یقول سماحۃ الشیخ خالد الکردی الشہرزوری ثم الدمشقیؒ فی قصیدتہ المعروفۃ۔

کملت مسافۃ کعبۃ الآمال | حمداً لمن قد من بالاکمال
فراح من شی العلیم من اسرار | ومن شوائب الخط والترحال
وانا فی اعلی المراتب والمنی | اعنی بنا المرشد المفضال

وحقیقت روحانی او شان کمال تفرد الٰہی است چنانکہ در بنی آدم تعصب ندار را و در شہور رمضان را و در ایام جمعہ را و در مواضع کعبہ را رسیدہ۔ و اتصال آن بصفت مبائنت خود کہ خاصہ حق است پیوستہ از اول انعقاد زمین از آنجا بود بر دست ابراہیم علیہ السلام کہ توجہ غیب مطلق و خالق محض داشتہ ممیز کردہ و ہمہ لباس سیاہ پوشیدہ کہ نشان غیب و بطون است۔

وحقیقت ربانی او شان مسجودیت حق است کہ خاصہ ذات صرف است۔ کہ صفات را نیز ازان بہرہ نیست ہاں باعتبار جمیع حقائق کہ تعلق بصفات دارند بالاتر گشتہ۔

واما معنی لسانُ المؤمنِ اکرمُ علی اللہ منک[1] پس برائے نسبت مومن کہ آنجا عبارت از انسان کامل است جمعیتے دارد کہ کعبہ ندارد۔

وحقیقت کعبہ را ہیکل حق خود جلوہ گر شدہ۔ چوں مومن را ترقیہ دیدا کشیدہ مراتب نیابت فرو رافتد۔ و نیز مومن در مقام قرب فرائض می یابد آن نوع قرب را کعبہ یافتہ و منازل شود کہ تحقق آثار ات و صفات و حالات کعبہ شبیہ بہ حالت ملاء اعلیٰ است فقط۔ و ادراک باعتبار جہات کمال مختلف می شود۔ و باعتبار حقیقت ربانی کعبہ اشرف است۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

(تفہیمات الہیہ ص۱۱)

من نور الآفاق بعد ظلامہا   وہدی جمیع الخلق بعد ضلال

اعنی غلام علی القرم الذی   من لحظہ یحیی ارمیم البال

نجم الہدیٰ بدر الدجیٰ بحر التقیٰ   کنز الفیوض خزانۃ الاحوال

کالارض حلما والجبال تمکنا   والشمس ضوءً والسماء معالی

حضرت مولانا خالد نے ایک سال سفر کرنے کے بعد جب حضرت شاہ غلام علی کی خدمت میں پہنچے تو یہی رات ہی یہ قصیدہ نظم فرمایا۔ ۱۲ سواتی

حاشیہ ص۱۰۹ [1] متفق علیہ من حدیث عابس ابن ربیعہ قال رأیت عمر یقبل الحجر و یقول انی لا علم انک حجر ما تنفع ولا تضر ولولا انی رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقبل ما قبلتک (مشکوۃ) وایضاً اخرج السیوطی فی تاریخ الخلفاء ص۲ من روایۃ ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ انہ قبل الحجر و قال لولا انی رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقبلک ما قبلتک۔ رواہ دارقطنی۔ واللہ اعلم ۔ ۱۲ سواتی

[1] مراد زعین حتیم ممنوع نماز ست ۔ [2] عن ابن عباس رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الحجر واللہ لیبعثنہ یوم القیامۃ لہ عینان یبصر بہما ولسان ینطق بہ یشہد علی من استلمہ بحق ۔ رواہ الترمذی وابن ماجہ والدارمی (مشکوۃ) وروی الخطیب وابن عساکر عن جابر رض ان الحجر یمین اللہ فی الارض یصافح بہا عبادہ وفی روایۃ الحجر یمین اللہ فمن مسحہ فقد بایع اللہ اخرج لتعارف ص۳۰ (حاشیہ سعدیہ) [3] لم احدہ فی الکتب المتداولۃ ۔ واللہ اعلم ۔ ۱۲ سواتی

فتاوی

حضرت مولانا شاہ رفیع الدّین محدّث دہلویؒ

(۱) وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا كَافَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ

(التوبة)

(۲) عن معاویۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین وانما انا قاسم واللہ یعطی (متفق علیہ)

(۳) عن ابی ہریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خصلتان لا تجتمعان فی منافق حسن سمت ولا فقہ فی الدین (ترمذی)

(سوانی)

بسم الله الرحمن الرحیم

سوال اول - تلاوت مصحف مجید را اشد مجده بوقف یعنی قطع صوت بر همه اوقاف مطلقه و جائزه و مجوزه و مرخصه وغیره افضل و اولیٰ یا بطور قراء پنجاب که بر وقف مطلق آیته صرف وقف می نمایند و باقی بوصل می خوانند۔

جواب - وقف عبارت ست از قطع کلام از بعد و این را سه صورت است۔

یکے بر منصوب منون و آن قلب بالف است چون عَلِيمًا قَدِيرًا

و دوم بر متحرک غیر این نحو و آن باسقاط حرکت است چون يَعْلَمُونَ وَعَزِيزُ الْغَفَّارُ - وَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ

و سوم بر ساکن است مانند وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ - و درین جا فرق در قطع بسکته خفیف می تواند شد۔

و انقسام این اوقاف بلازم و مطلق و جائز و مجوز و الوصل اولیٰ و مختار و صحیح باعتبار تغیر معنی است چنانکه معلوم خواهد شد۔

پس موافق معنی جائیکه وقف ارجح بود وقف بهتر است و جائیکه لازم بود لازم

و جاهائے دیگر اگر وصل کنند بهتر و اگر قطع کنند روا۔ و جناب نبوت صلی الله علیه وسلم در تعلیم اول بعد نزول بر سر آیت خواه بجائے مطلق خواه بجائے جائز و خواه بجائے دیگر برائے شمار اعداد وقف می کردند و بعد از ان نظر بمعنی وصل و وقف می نمودند و گاہے یک آیت را وصل و گاہے بر همان وقف می نمودند تعیین یک وضع نبود تا که بر مردمان آسان باشد۔ والله اعلم

سوال دوم - آنکه ادعیه ماثوره در قومه و جلسه خواندن افضل است یا ترک آن کما زعم فقهاء زمانه۔

جواب - مخالفت فقهاء در جنب حدیث صحیح صریح معتبر نباشد پس خواندن این ادعیه بقدر

توسط نفس است و تخفیف در دعاها نیز آنچه مؤکد است بسیار طول نباید داد تا مردم دل تنگ نشوند
و موجب تفرقہ جماعت نگردد و خیر الامور اوسطہا و اگر منفرد باشد ہر قدر باشد خواہد دراز کند۔ لَا مَلَامَۃَ عَلَیْہَا۔

سوال سوم۔ آنکہ ذبیحہ کسے کہ غیر از الفاظ کلمہ طیبہ بہرہ از اسلام ندارند و باجرت ذبح می کنند و
تحقیق این مسئلہ بلفظ نویت ان اذبح کارد می رانند و تسمیہ بعد از ذبح از دست ایشان بر می آید و در بازارہا سوائے
این قدر گوشت دستیاب نمی شود عند الشرع خوردنش جائز است یا نہ۔

جواب۔ اول باید دانست کہ در حدیث[1] شریف وارد شدہ است کہ کنیز شخصے بز او را در صحرا می چرانید
ناگہان گرگ بز را زخم رسانید این کنیزک او را ذبح کرد و چون در بز آثار موت دید بسنگ تیز او را ذبح کرد
گوشتش در خانہ آمد بر و دیش خبر نہ بود و بعد ازان نادم شدہ در حضور آنجناب (صلی اللہ علیہ وسلم) حکم خواست و
حرمت زدن او پرسید فرمودند او را بیار چون حاضر آمد فرمودند أَيْنَ اللّٰہ۔ اشارت باسمان کرد و قال مَنْ أَنَا
گفت رسول اللہ آن مذبوح او فرمودند ماکول گشت بر تعدی خود نادم می خواہم کہ در مقابلہ آن بطریق
احسان آزاد کنم و بر ذمہ من رقبہ کفارت است باتفاق این آزاد کفارت ادا می شود یا نہ فرمودند۔
اَعْتِقْہَا فَاِنَّہَا مُؤْمِنَۃٌ۔

و در بعضے روایت است این کنیزک دران وقت حائضہ بود پس ازین حدیث چند مسئلہ ثابت شدند
ذبح مرأۃ و ذبح بسنگ و ذبیحہ متروک التسمیہ ناسیا زیرا کہ نہ خبر رسید کہ وقت ذبح تسمیہ کردہ بود یا نہ
و آنکہ ماکول سبع اگر زندہ یابد بذبح حلال می گردد چنانچہ منصوص است لقولہ تعالیٰ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ[2] دیگر آنکہ
اقرار بوحدانیت اللہ تعالیٰ و رسالت آنجناب (صلی اللہ علیہ وسلم) در جریان ایمان کافی است دیگر آنکہ حق
تعالیٰ را بطرف آسمان اشارت کردن از عوام مقبول است۔

وثانیاً۔ آنکہ متروک التسمیہ سہ حکم دارد پیش امام مالک متروک التسمیہ سہواً و عمداً ہر دو حرام است۔

(حاشیہ ص ۱۱۵) فی الحلیۃ للمحقق ابن امیر الحاج ان الاذکار الواردۃ فی الاحادیث جائزۃ عندنا فی النافلۃ و المکتوبۃ بشرط ان لا یثقل علی الناس
(عرف الشذی ص ۲۲۰) ازین جا معلوم شد کہ نزد بعض علماء احناف رحمہم اللہ تعالیٰ نیز اذکار واردہ در فرض و نفل جائز اند مگر شرط این
است کہ بر مقتدیان ثقل نہ شود زیرا کہ در حدیث صحیح امام را بسیار تاکید وارد شدہ است کہ بر مقتدیان تخفیف کند۔ ۱۲ منہ عفی

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] بخاری ج ۲ ص ۸۲۴۔ [2] سورۃ المائدۃ آیت ۳

ونزدِ امام شافعیؒ ہر دو حلال،

ونزدِ امام ابوحنیفہؒ سہواً حلال، وعمداً حرام۔

و در صورت اجرائے کارد بر حلقِ مذبوح ہمراہ کلمۂ نَوَیتُ اَن اَذبَحَ ظاہر است کہ بقصد تسمیہ
نمی باشد، بلکہ گمان آنست کہ از لفظ نَوَیتُ شروع می شود پس حکم این حکم سہواً باشد و غفلت، نہ حکمِ
ترکِ قصدی۔

واجرت گرفتن بر ذبح وجہ حرمتے ندارد آرے بر یک جانور مثلاً عمل کثیر نباشد کہ بدان اجرت گرفتہ
شود، اما اگر جانوران کثیر را ذبح کند کہ محنتے می خواہد اجرت گرفتن چہ باک پس این لحوم حرام نباید دانست
واللہ اعلم۔

سوال چہارم - آنکہ اکل اطعمہ پختہ در آتش یا چپک سرگین خصوص درین ازمنہ کہ بسبب کثرت رواج
کاغذ پختن درین دیار کہ ہیزم میسر نمی شود چہ حکم دارد۔

جواب - پیش امام شافعیؒ پختن از سرگین منع آمدہ ونزد امام ابوحنیفہؒ جائز علی الخصوص پیش
جمعے کہ نجاست این خفیف می دانند زیرا کہ حکم نجاست بر سیلان اثر چیزے نجس آنگاہ نجس می شود کہ اثر او
محسوس گردد چنانچہ بوئے کہ مثل از دود سرگین الابہ باشد حکم بر نجاست او نیست ہمچنین اگر جامہ بچیزے رطب
فرش کنند و آنکہ باین فرش رسد لیکن نہ آن قدر کہ قابل اثر باشد بعفو داشتہ اند ہمین قسم اجزائے دخانی
کہ در مطبوخ می باشند قابل محسوسیت نیست، واللہ اعلم۔

وبعضے شافعیہ متاخرین بنا بر ضرورت حکم جواز دادہ اند۔

سوال پنجم - آنکہ اکل اطعمہ بیوت ہنود کہ نجاست مثل سرگین و پس خوردہ سگ و زاغ نزد
ایشان طاہر است، چہ حکم دارد و اطعمہ خانہائے خدام مہمانسرائے ہند کہ ایشان از استعمال نجاسات باک
ندارند و مسافران در ظروف ایشان اکل وشرب می نمایند با اطعمہ خانہ ہنود برابر است یا کدام ازینہا افضل۔

جواب - در ضمن سؤر حیوانات سؤر آدمی را پاک نوشتہ اند اما اگر نجاست محسوس شود خواہ در
طعام مسلمان خواہ ہندو ناپاک است و اگر بخصوص معلوم نباشد بر طہارت اصلی خوردنش جائز است۔

و این ظروف که در مهمان سرائے می باشند و یا درخت و نیز هنود بکار باید آورد و هنود که طعام باحتیاط می پزند و حلال است آنچه مسلمانان از ایشان می دانند احتیاط نمایند و دستهائے خود را هم بشویند و آنچه ایشان مباح است و قولے در دولت نجاست بیشتر می دانند از نماز و خوف و مردار و مثنه آن چون خاک مردمان و بیماران و امثال آنها ایشان را حتی المقدور نباید خورد و استعمال نباید کرد که نجاست این اشیاء از نجاست سرگین و بول کالای شده است مسافت در اخف توان کرد نه دراشد و در ضرورت بعد شستن سه بار از نهایت استعمال توان کرد۔

واصل دریں باب دو حدیث است۔

یکے آنکه مردم[1] از جناب نبوت صلی اللہ علیہ وسلم سوال کردند که ما را سفر در بلاد نصاریٰ می افتد و ایشان از خمر و خنزیر اجتناب نکنند و غیر از ظروف ایشان نمی یابیم فرمودند اگر غیر از این میسر شود را استعمال نکنند و الا بشویند و بکار آرند۔

حدیث دوم آنکه از طرف شام جامه هائے ناشسته می آوردند و در آن زمان در تمام نصاریٰ بودند و عدم اجتناب از نجاسات معلوم است چون بدو شر نجاسات معلوم نمی شود از استعمال آن منع نفرمودند۔ بنا بر آن دو حدیث این حکم نوشته شد و در تعدد وجه نیز همیں است که شستن سه بار ظروف نجس پاک می شوند پیش امام ابو حنیفہ در کلب و غیر آن فرق نیست پیش امام شافعی لیسیدہ سگ هفت بار باید شست۔ واللہ اعلم

سوال ششم۔ آنکه آب آبار[2] که هنود و عوام مسلمین بظروف نجس از آن آب می کشند لیاقت توضی بدان دارد یا نه۔

جواب۔ در آبار سه مذهب است۔

پیش امام مالک چون آب در مقر خود باشد مانند چاه ها و چشمها و تالابها بدون تغیر احد اوصاف ثلاثه ناپاک نمی شود و آنچه در ظروف است بوقوع نجاست قلیل، نجس می شود۔

---

[1] رواہ البخاری (ج ۲ ص ۱۲۶) وغیرہ من حدیث ابی ثعلبة الخشنی رضی اللہ تعالیٰ عنه (سوانی)
[2] آبار جمع بیر بمعنے چاه۔ ۲

وپیش امام شافعیؒ تعیین دو قله زاید از آں بے تغیر ناپاک نمی شود و مادونِ آن بوقوعِ نجاست قلیل نجس می شود
وپیش امام ابوحنیفہؒ معنا تحقیقِ قلت وکثرت آب وقت وقوع نجاست مفوض برائے مبتلی بہ است
اگر بداند که این قدر نجاست است که اثرِ او در اکثرِ آب رسد آں آب نجس است والا نہ۔
و امام محمدؒ آں را تحدید کرده اند بانکه اگر آن قدر است که تحرک احد طرفیه بتحریک آں طرف آخر تاثیر داشته
که بنجاست قلیل نجس نمی شود و آنکه کمتر ازیں است نجس می شود۔
و بعد از تحریک تحریک جستجو است ابوسلیمان دارانی شبر را تحدید بعشر فی العشر کرده است۔
و مراد از ذراع دریں مقام ذراعِ ہاشمی است که بست وچہار انگشت گرفته می شود
پس ظروفِ نجس که غالباً سگین آلوده می باشند یا مثل آں در آب نجس می افتد از آں وضو نباید کرد۔
و بعضے فقہا بعد از استنباط ابوسلیمان دارانیؒ وزن آب اعتبار داشته اند نه مساحت که اگر آن آب
وزن بہ ستصد من باشد که طول و عرض او بحسابِ عشر فی العشر وعمق او یک شبر[1] باشد حکمِ عشر فی العشر دارد گو که زیادت
عمق طول عرض مد باشد۔
و بعد فقہا آں را قبول نداشته اند چه اگر در جائے آب کثیر باشد و دہنش تنگ و بالائے آں بول افتد
یقین است که نجس نخواهد شد۔ پس اصوب و اسلم درینجا قول امام ابوحنیفہؒ است که مفوض برائے مبتلی بہ[2] داشته
اند۔ واللہ اعلم۔

سوال ہفتم ۔ آنکه در اعیاد ہنود مثل ہولی دیوالی وغیرہ مسلمانان را ملاقاتِ ایشان و بغلگیر شدن
برائے خوشنودیِ ایشان در حالت اختیار چه حکم دارد۔

جواب ۔ در اعیادِ ایشان در حالت اختیار مشارکت با ایشاں کردن و در سوز و سرور شریک
ایشان شدن حرام است اما قبول ہدایایِ ایشان جائز است چنانچه جد امام ابوحنیفہؒ در روز نوروز چیزے از
فواکه در جناب حضرتِ امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ برد ایشان قبول کردند۔ واللہ اعلم

[1] یک شبر یعنی یک بالشت ۔ ۱۲
[2] یعنی وضو کننده یا غسل نماینده از دل خود استفتا کند اگر دلش نتوانی رنجاست وقت دید احتراز نماید و اگر
احتمال کند که آب ابنار قریب ده در ده است وضو نماید ۔ ۱۲

سوال هشتم - آنکه هنود و مسلمین معتقد بودند وقت پخت طعام زمین گرد اگرد دیگدان اگر کسی می‌آید
و چون کسی بدون آمدن می‌گوید پخته باشد؟ اینکه ایشان بدین اعتقاد کافر اند یا عاصی -

جواب - هنود آنها را که فرزند ناقص بلکه جاهل و بعد فهمیدن شرائع اسلام و بطلان این شیوه
در دین که این عقیده گذاشته اند و بعض آن هم ترک کردند بعد از آن دلایل اند و اگر این اعتقاد ترک نکردند و به
رغبت تمام عمل ترک نمازند مسلمانان عاصی اند و اگر اعتقاد آنهم قبول نداشتند بلکه بر اعتقاد خود اصرار کردند؟
دیده دانسته حکم الهی و دین را باور نکردند کافر اند عوض ایشان اگر قدرت باشد حبس است تا زمان توبه
و الا قتل - والله اعلم

سوال نهم - آنکه رسوم کفر در هنگام تولد فرزند سوای عقیقه و تسمیه و غسل بعد انقطاع نفاس بدون
تعیین روز ششم و دهم و بستم و چهلم و در ازدواج سوای عقد نکاح و ولیمة العرس و همچنین دانسته سبک
نفس شده این را بیاری می‌دانند؟ حکم کفر در ذات عصیان و عند بعض مردم می‌گویند که در ترک این رسوم اگر
حکم قضا و قدر سری نالی طبائع و امورع یا در نسوان آن را نسبت بترک می‌کنند که کفر محض است مهابت
آن می‌خواهند این مرد از این کفر مسلمین شده تریب بتقویت دیانه -

جواب - رسومیکه در تهیه شادیها می‌کنند بعضی از قبیل آمدن نیک است چنانکه بعضی رسوم غربات
ازان بارها میرسد حکم غربات در دی تواند مضمون إِلَّا حَاجَةً فِي نَفْسِ يَعْقُوبَ قَضَاهَا[1] درج کرده شود -
و بعضی ازان قبیل که در ترک آن توقع مضرت اعتقاد می‌کنند و آن هم از قبیل رسم کفار است اعتقاد اگرچه
کفر صریح نیست بلکه از قبیل آنچه بطریق خواص صادر می‌شود مانند جذب مقناطیس حدید را و کهربا کاه
را می‌دانند و همه را از مخلوقات الهی اعتقاد می‌کنند نه آنکه ابطال قضا و قدر می‌کنند این اعتقاد بدعت است
و جهل مرکب نه کفر -

و قسمی دیگر از رسوم اند که از کفار اخذ می‌کنند و آن را رسوم کفر توان گفت مانند حواله کردن عقد تسمیه مولود
بر منجمان هنود و موافقت در رسوم دیوالی و هولی بنا بر فواید دنیوی در این دنستن بودن از ما سبق زیاده

[1] - سورة یوسف آیت ۶۸

است اگرچہ حکم بکفرِ صریح نمی توان گفت۔

قسمِ دیگر است از سوم کہ در مرضِ چیچک وامثالِ آن بجائی آرند و نظیرِ آن آنست کہ تاثیر ہا و شیخ سدو، و شیاطین دیگر بعض می آرند و بنام آنہا ذبح می کنند و از آنہا علمِ غیب می خواہند و در تصرف در کائنات جزئیہ مانندِ کشادہ کردن رزق و دادن اولاد و دفع امراض و تسخیرِ ارواح و مانند آن بکار می آرند این خود شرکِ صریح است، در این مقام عذرے نیست و گاؤ سید احمد کبیر و مرغ بعض بزرگان از این قبیل است۔[1]

و نیز بعضے مردم جانوران جاندار مثل گاؤ و گوسفند و مرغ وغیرہ بر مقابرِ بزرگان بطریق نیاز می آرند و بخدام می دہند و قید ذبح مطلق نمی کنند مثل نقود و شیرینی نیاز کردہ می روند خدام آن درگاہ مختار اند اگر خواہند ذبح کنند و اگر خواہند فروختہ دہند این قسم ہم قباحت ندارد۔ و اگر بعد ادائے نذر لو از و انتفاع خواہند بسیار داست کہ از قبیل حلوان کاہن است بلکہ بدتر ازو کہ بحدِ حکم شرک جاری گشتہ لام ادام این چیزہا نمی خوریم، ونہ اجازت آن می دہیم۔

فوائدِ مہمہ۔ و درین جا فائدہ چند نوشتہ می شود حق تعالی نافع گرداند۔

یکے آنکہ نذر و نیاز می کنند برائے موتیٰ سہ قسم است۔

یکے برائے عوام مومنین و آن محمود است، زیرا کہ اعانت است آن مومنین برائے حصول ثواب و دفع عذاب و داخل است در امرِ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ[2]، و تصدق برائے موتیٰ در حدیث بجاہائے بسیار وارد شدہ است و از آن جملہ ساختن سعد بن عبادہؓ چاہ را و وقف کردن آن برائے ثوابِ مادرِ خود و گفتنِ آن هٰذَا لِأُمِّ سَعْدٍ۔ و دیگر ذخیرہ است از تابعین کرام کان السلف یحبون الاطعام عن المیت اربعین یوماً۔ و شواہد این بسیار است۔

قسمِ دیگر نذر است برائے اولیاء اگر بہ نیت تبرع و احسان بایشان است یقین کہ احسان با دوستانِ خدا باعث رضائے الٰہی است۔ و توقع کہ ایشان در مقام مکافات زیادہ از بخشیدۂ این بدہند و اگر نیت قضائے

---

[1] اس کے بعد ایک مشوش سی عبارت درج ہے۔ "چند خواہیہ المومنین شتہ راکہ والدیشان برائے بت می فرستادند خود می خوردند و بردنمی پیتند مضائقہ ندارند"۔ واللہ اعلم۔ سواتی

[2] سورۃ محمد آیت ۱۹

حاجت است از جناب الٰہی بدعائے و التجائے ایشان ظاہر است کہ دعائے ایشان از دعائے ما قریب تر باجابت
بہ نسبت طاعت و مجاہدہ ایشان۔

و طریق این احسان آنست کہ صرف برائے خدا بدہند و ثواب آن کہ حق تصدق است نذر ایشان نمایند
زیرا کہ برسانیدن ثواب بے حصولِ ثواب نمی باشد و ثواب بدون صرف در راہ الٰہی حاصل نمی شود دریں صورت
این اولیاء در صدد ثواب نائب ما گشتہ اند نہ شریک معبود۔

و طریق دیگر آنست کہ ابتداء آن صدقہ را از جانب آنکس بدہند چنانچہ جناب نبوت صلی اللہ علیہ وسلم علی
مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ را وصیت فرمودند کہ تا زندہ باشید از طرف من ہر سال قربانی کردہ باشید۔

و در نیابت حج فرمودہ اند کہ از میت واقع خواہد شد و مانند آن کہ بہ ادائے وارث نیابتہ از مورث
ساقط می شود۔

قسم دوم آنکہ از جماعت باشند کہ خود را نصب می کنند در مقام معبود بتان و پرستاران خود را الزام
می کنند و روبروئے خود نیایش و عاجزی می خواہند و دعوی علم غیب می نمایند و ادعائے مالکیت نفع و ضرر
می سازند این جماعت ملعونان جناب الٰہی اند و بدتر از مشرکان کہ اینہا شریک غیر را می کنند نہ خود را و
این جماعت خود را در مقام شریک می نمایند و بدتر از اصنام اند کہ آنہا برائے خود طلب نمی کنند بلکہ دیگراں
برائے اینہا گذرانیدن طعام و حیوانات و اموال دیگر بہ شرک خبیث است نہ نذر باید کرد و نہ چیزے
کہ برائے ایشان کردہ باشند باید خورد زیرا کہ ایشان مستحق ثواب نہ اند و نہ پرستاران ایشان نیت ثواب
می کنند بلکہ تعلق ایشان باشیء مانند تعلق سگان است بالقمہ کہ روبروئے او بیاندازند اگر مقدور باشد
تنبیہ ایشان بجبس است و اگر قبول توبہ نکنند مرتد باید دانست۔

و اما آنچہ بر قبور اولیاء می برند سہ قسم است۔

یکے در مجلس فاتحہ و ختم برائے حاضران مجلس باشد اگر این جماعت بر سر قبر باشند آنجا تقسیم شود و
ثواب آن باموات برسد۔ و اگر در خانہا باشند بر حاضران تقسیم شود این قسم ہم قباحتے ندارد۔

دوم آنکہ برائے مجاوران قبر ایشان باشد کہ موجب رضائے ایشان شود و خدمت اولاد کسے واجب

رضائے اوست و در حدیث شریف است کہ چوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شاتے ذبح می کردند چیزے ازاں
بامدقائے حضرت خدیجہ رضی می فرستادند ایں ہم قباحتے ندارد۔

سوم آنکہ چیزے بطریقِ تعبد بے تعیینِ معطی لہ بنہند تا ہر محتاجے کہ خواہد برد ایں ہم از قبیل اباحت ست
چنانکہ در سبیل آب را و در اعراس طعام را برائے محتاجان مباح می کنند و ثواب آن بکسے رسانند آرے اگر
ایں قسم طعام را مشابہت باندور شیاطین می شود چنانکہ گذشت درین صورت عمل بے نیت است اگر نیت
رسانیدن ثواب است قباحتے نیست و اگر خالص برائے ایشان است بے نیت صرف کنند شائبہ شرک است
ازیں احتیاط باید نمود۔

واما جریان بر رسوم متعارف بنابر آنکہ اگر حکم قضاء و قدر منافی طبائع بوقوع آید نسوان بے عقلان را
موجب اعتقاد آن کہ محض بسبب ترک آن شد واین کفر است از برائے احتراز ازیں وہم مخالفت رسم نکردن
عذرے ضعیف است کہ از کفر صریح باز می دارد۔ واللہ اعلم

سوال دہم۔ آنکہ نوکری معلمی برائے اطفال ہنود تا بہبود عندالشرع جائز است یا نہ۔

جواب۔ درآنچہ تعلق بدنیا دارد مانند نوشتن دزبان فارسی برائے انشا و رقعہ آموختن و سیاق و
حساب ہمانبان مضائقہ ندارد۔ وآنچہ تعلق بدین دارد یا در اثبات عقائد کفر تقویت می کند ممنوع است
نباید آموخت۔ واللہ اعلم

سوال یازدہم۔ آنکہ نوکری نصاری و ہنود وغیرہا من الکفار علی التفصیل از مفتی گری و منشی گری
و کوتوالی و وکالت و برقندازی و جمعداری و رسالہ داری و معلم گری وسوائے ازیں ہر کارے و عہدہ کہ باشد
علی اہل الاصول و تحت شرع الرسول صورت جواز و قبول دارد یا نہ و آنانکہ دم خیرخواہی میزنند بموجب آیتہ
کریمہ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓی اَوْلِیَآءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ الخ مطلقا
از منہم انگاشت یا نہ۔ بینوا توجروا

جواب۔ نوکری را دو حالت است یکے اضطرار کہ بدون آن معاش بدست نمی آید و دیگر حالت
اختیار کہ معاش بوجہ دیگر بدست می آید در نوکری ایشان نیز و رتے نیست و در حالت ثانی ہرگز خوب نیست

چراکہ در خیالات خیرخواہی و محبت آنہا و تعظیم آنہا لازم می آید۔

واما در حالت اضطرار نظر باید کرد کہ نوکریہائے ایشان دو قسم است۔

یکے آنکہ درو ارتکاب محرمات شرعیہ لازم می آید و این نوکری سبب حرمت شود مثل جنگ با مسلمین بایشان و ساختن شراب و [illegible] خنزیر در خدمتگاری و مانند آن این قسم را نباید کرد۔

دوم آنکہ این چیزہا درو نباشد لیکن آنکہ در وے مظنہ قوی در ارتکاب حرام است گوکہ این نوکری بے آن نیست مانند گرفتن رشوت و حمایت ظالم و زیادتی در ظلم ظالم این چیزہا فی نفسہا مباحست داخل نمودہ در نوکری مسلمان باشد خود در نوکری کافر برائے ہمین خدمت قضا را اکثر علما مکروہ داشتہ اند و از ان اجتناب کردہ اند۔

سوم آنکہ این معنی درو نیست مانند پاسداری دروازہ ہائے و بدرقہ رسانی قافلہ ہا و نویسندگی عدالت و مانند آن این قسم عند الضرورۃ مباح است مگر اینکہ باید کہ بسبب آن ذل خود کند تا بمحبت کفر منجر نگردد و عزت و حرمت اسلام از دل [illegible] نشود چنانچہ در آیۃ کریمہ لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ[1]

سوال دوازدہم۔ آنکہ اشغال مراقبہ و اذکار بطریق اذکہ و قبری وغیرہ کہ دفاتر بساختہ اند و جلدہا پرداختہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یکے از صحابہ را باین وضع و قسم تعلیم ساختہ اند یعنی فرمودہ اند یا نہ و در کتب حدیث ذکر این اعمال بالتصریح باین اسم و طریق کہ در نامہ نوشتہ آمدہ یا نہ و حالانکہ در زمان سعادت نشان سرور جہان صلی اللہ علیہ وسلم این چنین مروج نبود حکم بہ بدعت آن نمودن میرسد یا نہ۔ بینوا توجروا

جواب۔ اصل شغل ذکر و مراقبہ از روئے آیات و احادیث است الا طرق آن از [illegible] و حبس نفس و تحریک [illegible] از تجارب مشائخ است و حبس نفس از تعلیم [illegible] است علیہ السلام۔ البتہ بدعت است لیکن بدعت دو قسم است۔

یکے آنکہ [illegible] در ضوابط [illegible] شود و مثل آن در شرع نباشد این بدعت [illegible] می باشد۔

---

[1] سورۃ آل عمران آیت ۲۸

و دیگر آنکه او را اصلے صحیح در شرع باشد و در و فوائد دینی یافته شود ازین قسم بدعت حسنه یا مباح خواهد بود
ظاهراً این افعال سالک را از قبیل مباحات است چنانچه برائے افزونی قوت ورزش و کشتی و لیزم
و مگدر استعمال می کنند و هیچ حرمتے ندارد بلکه از قبیل معالجات نفسانیه برائے دفع خطرات و انگیختن جوش
محبت - والله اعلم.

سوال سیزدهم - آنکه مراتب غوث و قطب و ابدال و اوتاد وغیره بتفصیل تام در کتب ارقام اند
و تعین قطبے در هر شهرے هر جا که بے تحکم و تعین آن انتظام زیر و زبر گردد و خراب شود ثبوت آن بحدیث
کرده یا نه و ذکر اسامی و مراتب و درجات از آنحضرت صلی الله علیه وسلم آمده یا نه و کسے از صحابه و
تابعین نام این مراتب درست داده یا نه - بینوا توجروا

جواب - از اقسام دو چیز در حدیث وارد شده ذکر ابدال و دیگر ذکر نقباء و نجباء و در حدیث
برائے ابدال دو عدد آمده است - هفت و چهل چون ازینها کم شوند دیگرے بجائے او قائم می شود.
و نیز در حدیث از حضرت علی رضی الله عنه آمده است که جناب نبوت صلی الله علیه وسلم فرمودند لکل نبی
سبعة نجباء و رقباء وانا اوتیت اربعة عشر - فسأل الناس علیاً کرم الله وجهه من هم فقال
انا وابنای وجعفر وحمزة وابوبکر وعمر ومصعب بن عمیر وبلال وسلمان وعمار وعبدالله
بن مسعود وابوذر والمقداد رضی الله تعالی عنهم رواه الترمذی
و اقسام دیگر از غوث و قطب و اوتاد که می شنوند از مکشوفات اند نه از قبیل ماثورات شرعی. والله اعلم
پیش اهل کشف مقامات اولیاء در این اقسام منحصر نیست و از صحابه کرام رض بدرجه هائے عالی از صدیقیت
و شهادت و غیر آن رسیده اند و جماعت که این اسامی قرار داده اند چیزے ازین برائے صحابه هم نوشته اند
و چیزے غیر ایشان را چنانچه می گویند در زمان آنجناب صلی الله علیه وسلم عصام قرنی بود عم اویس قرنی
و بعد از آن هم مردمان غیر مشهور نوشته اند و این خلفاء کرام را قطبیت ارشادے بود و آن غیر قطبیت
ولایت خلافت نبوت نیز از مقامات عالی است و خلفاء اربعه بآن مشرف شده اند و در میان اقطاب
[illegible] در مقامات [illegible] نوشته اند [illegible] تحقیق نموده اند این

بحث طولے دارد۔ واللہ اعلم

سوال چہاردہم ۔ آنکہ در شہرے بزرگے را بعد وفات آن بزرگ شاہ ولایتِ شہرے قرار دادن و متصرفِ ہمہ امور دانستن چہ معنی دارد و نیز صحابۂ باوجود آنکہ افضل است و ایمان آنہا مقبول است ہیچ یکے را شاہ ولایت شہرے و ولایتے بعد وفات نشد پس بکسانیکہ ہنوز ایمان آنہا بالقطع معلوم نیست کہ مقبول گردیدہ یا نہ، ایں کارچہ شاں صورت بندد؟ و مدار تصرف بزرگی است بعد موت کہ قطع ہمہ علائق آمدہ یا نسبت ایں کار چساں لائق؟ بینوا توجروا

جواب ۔ در بعضے شہرہا از روئے بشارت اولیا شخصے گذشتہ است لانفاء حاجات اہل آن شہر و دفع بلیاتِ ایشان بر دعائے او بیشتر می شد ہمین است معنی شاہ ولایت و زیادہ ازیں گمان کردن بیجا و آنچہ است نہ بقول عوام کالانعام بجائے اعتماد نیست مثلاً آمدن حضرت شیخ معین الدین چشتی علیہ السلام بہ جناب نبوت صلی اللہ علیہ وسلم لہذا بجہ عثمان ہارونی ؒ و بعد ازیں حضرت خواجہ قطب الدین دہلی نیز بہ بشارت و حکم خواجہ معین الدین چشتی بود و فرستادن حضرت نظام الدین در دہلی و حضرت علاء الدین صابرؒ را بہ کوٹ موافق الہام و بشارت غیبی بودہ ہمچنیں جماعت اولیا کہ حکم شدن کامل بود ازیں قبیل است و حق تعالیٰ از وزیر و شریک مبرا و عالی است کہ خود بدیگرے نہ سپرد و مستحق عبادت کسے را نساختہ کما قال اللہ تعالیٰ وَاسْأَلْ مَنْ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رُّسُلِنَا أَجَعَلْنَا مِن دُونِ الرَّحْمَٰنِ آلِهَةً يُعْبَدُونَ[1] ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

---

[1] سورۃ زخرف آیت ۴۵

[2] یہ مشائخِ چشت سلسلۃ الذہب کی کڑیاں ہیں جن کی بدولت گذشتہ زمانوں میں اللہ تعالیٰ نے بہت سی گمرہ مخلوق کو ہدایت بخشی۔ یہ سب سلسلہ عالیہ چشتیہ کے اکابر ائمہ ہیں اور امت محمدیہ کے قابل صد فخر بزرگ اور ممتاز اولیائے کرام ہیں جن کے کارنامے صفحاتِ تاریخ پر جا بجا پھیلے ہوئے ہیں۔ ان بزرگوں کی پاک زندگیاں اور ان کے مختلف پہلو ان کی عبادات ریاضات تعلیم و تربیت اخلاق و عادات تبلیغ و مجاہدہ اور ان کا سوز و گداز یہ وہ چیزیں ہیں کہ رہتی دنیا تک جن کے اثرات باقی رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا قرب و رضا، اللہ تعالیٰ کی خوشنودی و محبت کی طلب اور خدمت دین و مذہب، اور ہمدردی خلق خدا ان کا خاص شعار تھا۔ ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں غیر مسلم ان حضرات کی تبلیغ و تعلیمی جدوجہد کے نتیجے میں مشرف باسلام ہوئے، اور شرک سے ہٹ کر توحید خالص اور دین حق و سنت نبوی ﷺ کے دامن میں داخل ہوئے باقی ص ۱۲۵

سوال پانزدہم - آنکہ بریں سے قبر بزرگے در سالے جمع آمدن و آنرا روز وفات فی الحقیقۃ قرار دادن باوجود آنکہ امر زمان سیال غیر قار است و بر سر گور چراغ روشن نمودن و باوجود سرود و لعنت بر فاعل آن و ارتکاب دخشت و ملبوسات حریر وغیرہ بہترین لباس وثیاب قبر را آزمین دادن و سرود از قسم توالی و قوالی مع آلات مخترعات مزامیر و دہل و طنبور وغیرہ شنیدن و باز بر آن افعال ثواب و اجر از جناب قادر بے مثال برائے خود مترتب ساختن ماخوذ و جواز آن از کدام خانہ ست و حضور این چنین مجلس چہ حکم دارد و فاعل و حاضران را چہ تعبیر باید کرد۔ بینوا توجروا

جواب - آنکہ زمان اگرچہ سیال غیر قار است اما آنچہ بآن تقدیر کردہ می شود زمان را از شب و روز و ماہ و سال از بہار و شتاء و خریف و صیف و مقرر است چنانچہ یک دورہ تمام می شود باز از سر نو شروع می شود

(بقیہ حاشیہ ص۲۱) اور اسی طرح لاکھوں مسلمان احسان و تصوف کی عملی تعلیم و تلقین سے درجات عالیہ پر فائز ہوئے ان خصوصیات کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے اس قدر قبولیت عطا فرمائی اس سرزمین میں کسی اور خانوادے کو میسر نہیں ہو سکی جیسا کہ حضرت حکیم الامت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں "واما الچشتیۃ فقد کان لہ فیہا روح القبول فکان کل من انتسب من چشتیین رزق قبولاً عظیما و ذلک لان اہل ہذہ الطریقۃ اکثر ما کانوا فی ارض الہند ولم یکن فیہم داع الی الاحسان الا اولیاء" [illegible] تفہیمات الٰہیۃ ج۱ ص۸۶)

سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ - آپ سیستان میں پیدا ہوئے تعلیم و تربیت کے بعد لاہور آئے۔ اور لاہور سے ملتان گئے اور وہاں کئی سال تک رہے اسی اثناء میں آپ نے سنسکرت اور پراکرت زبان سیکھی پھر سنہ ۵۶۱ھ میں اجمیر تشریف فرما ہوئے اور وہاں ہی سنہ ۶۳۳ھ میں بعمر ۹۷ سال وفات پائی۔ آپ حسینی سادات میں سے ہیں اور حضرت خواجہ محمد عثمان ہارونی زندنیؒ کے خلیفہ ہیں۔ (جنکی وفات ۶۱۷ھ یا سنہ ۵۵۲ھ میں ہوئی ہے قبر شریف مکہ مکرمہ میں ہے)

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ - آپ اوش (ماوراء النہر علاقہ خراسان) میں پیدا ہوئے۔ آپ بھی حسینی سادات میں سے ہیں۔ آپ کے متعلق مشہور ہے کہ آپ نے بیس برس تک پشت کو زمین پر نہیں لگایا (یعنی لیٹ کر نہیں سوئے) آپ دن رات میں تقریباً سو رکعت نوافل ادا کرتے تھے اور ہر رات تین ہزار بار درود شریف پڑھتے تھے۔ آپ کی وفات دہلی میں سنہ ۶۳۴ھ میں ہوئی۔ رحمہ اللہ

شیخ الاسلام حضرت خواجہ فرید الدین شکر گنجؒ - آپ قصبہ کھتی وال ملتان میں سنہ ۵۹۲ھ میں پیدا ہوئے آپ حضرت فاروق اعظمؓ کی اولاد سے ہیں۔ اجودھن (پاک پٹن) میں آپ اقامت گزین ہو گئے تھے۔ پنجاب کے اکثر راجپوت خاندان آپ کے دست مبارک پر مسلمان ہوئے۔ آپ تعلیم و تدریس بھی کرتے تھے۔ آپ نے بے پناہ مجاہدات، اور ریاضت کئے تھے۔ آپ کے سن وفات میں اختلاف ہے۔ مورخ محمد قاسم فرشتہ رح فرماتے ہیں سنہ ۶۶۰ھ (باقی برص۲۸)

ہمیں جناب رمضان را الشہر صوم و ذیحجہ را شہر حج و ہمچنیں شہور دگیر در دورِ حکم اتخاذ بالنظیر بودادہ می شود چنانکہ در حدیث است کہ یہود عرض کردند در حضور جناب نبوت (صلی اللہ علیہ وسلم) کہ حق تعالیٰ نصرت حضرت موسیٰ علیہ السلام از غرق فرعون دریں روز کردہ است برائے شکرانہ او روزہ می گیریم جناب نبوت (صلی اللہ

(بقیہ حاشیہ ۱۲۷) اخبار الاخیار اور سفینۃ الاولیاء میں ۵ محرم ۶۶۴ھ لکھا ہے۔ اور سیر الاقطاب میں ۶۹۰ھ تحریر کیا ہے واللہ اعلم۔ آپ کا قبر مبارک اجودھن (پاک پٹن) میں ہے۔

نظام المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین الدہلوی ؒ۔ آپ کے آباؤ اجداد بخارا سے لاہور آئے اور یہاں سے بدایوں چلے گئے۔ بدایوں میں ہی آپ کی ولادت ماہ صفر ۶۳۶ھ میں ہوئی۔ آپ صائم الدہر تھے۔ اور آپ عمر بھر مجرد رہے آپ کی ذات سے اللہ تعالیٰ نے بہت فیض جاری کیا۔ فوائد الفواد آپ کے ملفوظات کا فارسی زبان میں بہت ہی گرانقدر مجموعہ ہے۔

توکل: آپ نے توکل پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا۔ "اعتماد بر حق باید کرد۔ ولنظر بر ہیچکس نباید داشت" اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ "ایمان کسے تمام نہ شود تا ہمہ خلق نزدیک او ہمچنان نماید کہ پشک شتر"۔ (فوائد الفواد ص۳۱)

مومن: آپ نے فرمایا "مومن وہ شخص ہے کہ اگر وہ شرق میں ہے اور غرب میں ایک مومن کے پاؤں میں کانٹا چبھے تو اس کو یہاں درد محسوس ہو"۔

سماع: سماع کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ "سماع ایک صوت موزوں ہے اس لئے حرام نہیں اس سے تحریک قلب ہوتی ہے اگر یہ تحریک یادِ حق کے لئے ہو تو مستحب ہے لیکن فساد کی طرف مائل ہو تو حرام۔

سماع کے لئے ذیل کی شرائط لازم ہیں۔

(۱) مسمع (سنانے والا) مرد ہو لڑکا (امرد) اور عورت نہ ہو۔
(۲) مسموع (جو چیز سنی جاتی ہے) وہ ہزلیات اور فواحش سے پاک ہو۔
(۳) مستمع (سننے والا) وہ صرف خدا کے لئے سنے۔
(۴) آلات سماع۔ مثلاً چنگ و رباب اور دوسرے مزامیر نہ ہوں۔
(۵) محفل سماع۔ اس میں عورتیں اور لڑکے نہ ہوں۔ (تذکرہ اولیاء کرام)

آپ کی وفات ۷۲۵ھ میں ہوئی۔ مزار دہلی میں ہے۔

حضرت مخدوم علاء الدین علی احمد صابر کلیری ؒ۔ آپ حضرت خواجہ فریدالدین شکر گنج کے خواہر زادے اور داماد اور آپ کے خلیفہ ہیں حضرت عموماً فرماتے تھے۔ "علومِ ظاہری و باطنی من در شیخ نظام الدین سرایت کردہ و علومِ ظاہری و باطنی پیران کبارِ من در شیخ علاء الدین صابر اثر کرد"۔

اور کبھی فرماتے تھے کہ "علم سینہ من بہ شیخ نظام الدین بدایونی و علم دل من بہ خواجہ علی احمد رسید"۔ آپ کی وفات ۶۹۰ھ میں ہوئی۔ قبر شریف کلیر کوٹ رڑکی کے قریب ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ حضرات اللہ تعالیٰ کے خاص برگزیدہ بندے تھے اور ظاہر و باطن میں کامل (باقی بر ۱۲۹)

علیہ وسلم فرمودند۔ انا احق منہ و فاصل منک اخی موسی فصام یوم عاشوراء وامر الناس بصیامہ۔

ونیز حضرت بلال را وصیت فرمودند بصوم روزِ دوشنبہ و فرمودند فیہ ولدت وفیہ انزل علیّ وفیہ ھاجرت وفیہ اموت بنا بریں یاد کردن تاریخ وآن ماہ و رسیم مردم افتاد و اگرچہ فی الحقیقت یاد داشتن آں روز فائدہ ندانست زیراکہ وقت تصدق و دعا ہمیشہ است لیکن چوں مردماں زغیبا بی غفلت ایں رسم گذشتہ ند ایشاں را انتظار بر بسوئے والدین یا اقارب خود می باشند رفع انتظار ایشاں فائدہ ایست معتدبہ۔ و بہ معاملات مکاشفہ دریافت شدہ کہ درچنیں روز اجتماع ارواح دوستاں در برزخ می شود لیس انعقاد بدعا وختم و الطعام بدعتے مباح است وجہ قبح ندارد۔

ایسے صاحب کمال تھے اللہ تعالیٰ نے ان کی وجہ سے بہت سی مخلوق کو فیضیاب فرمایا انہوں نے شریعت حقہ کے آداب کو بھی ملحوظ رکھا طریقت و حقیقت کے آداب بھی بجا لائے حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید فرماتے ہیں [illegible] آداب [illegible] ادا فرمائے۔ ذکر حق اور خدمت خلق ان حضرت کا وظیفہ تھا صحیح معنی میں یہ فانی فی اللہ اور باقی باللہ تھے۔

جاناں بہ ذکر تو خاموش مباد	یاد تو ز خاطرم فراموش مباد
بے جاز شما بلب حدیثے گذرد	ذات وجود من بجز گوش مباد
ایں طائفہ اند اہل تحقیق و	باقی ہمیشہ خویشتن پرستند
فانی ز خود و بدوست باقی	زیں طرفہ کہ نیستند و ہستند

اللھم لا تحرمنا من برکاتھم بحرمۃ النبی الامی نبی الرحمۃ وآلہ واصحابہ اجمعین۔ سواتی

(حاشیہ صفحہ ھذا) [1] رواہ البخاری ومسلم عن ابن عباسؓ مرفوعاً و لفظہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نحن احق و اولیٰ بموسیٰ منکم الحدیث متفق علیہ (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۸۰)

[3] رواہ مسلم من حدیث ابی قتادۃؓ قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن صوم الاثنین قال فیہ ولدت وفیہ انزل علیّ (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۷۹) ولیس فیہ وفیہ ھاجرت وفیہ اموت فلینظر من اخرجہ [illegible] فی شیٔ من الحدیث انہ علیہ السلام اخبر قبل الوفاۃ بانی اموت یوم الاثنین۔ سواتی

[4] یعنی برائے ایصال ثواب بزرگان دین اگر اہل ر وقت جمع شدہ قرآن شریف خوانند و خیرات کردہ ثواب رسانند مضائقہ ندارد این را بدعت مباحہ باید گفت۔ ۱۲

واما ارتکاب محرمات از روشن کردن چراغہا، وملبوس ساختن قبور، وسرودہا، و نواختن معازف بدعات شنیعه اند، وحضور چنین مجالس ممنوع، اگر مقدور باشد، بعمل حدیث گذشته من رأی منکم منکراً[1] عمل باید کرد۔ و در مقام زجر پراگندہ کردن۔ اسباب بدعت کافی ۔ واللہ اعلم

سوال شانزدہم ۔ آنکه تواجد در رقص که بسماع می نمایند، وحرکات نامعقول که بمشابہ مجانین است، می آرند، آیا این ذوق وشوق، ہیچ یکے از صحابه وتابعین را دست دادہ است؟ یا نه، باوجودیکه تکمیل ایمان وقوت ایقان آنہا بقطع نظر از فضل، دلوجوہ دیگر از ایشان بہزار چند غالب بودند، و وجدے وحالتے که بسماع غنا، وقران، وفواحش، وکلمات خلاف، ونامعقول که اگر نسبت بطرف او تعالےٰ جل شانه نمودہ، محض موجب کفر گردد۔ ومعاذ اللہ مع آلاتِ محرمات از مزامیر، ودہل وغیرہ دست مي دہد گاہے از شنیدن آیتے از آیاتِ الٰہی، وحدیثے از احادیث رسالت پناہے، وبدیدن صنعے از صنعات نامتناہی، این چنیں حالت، ورقت دست نمی دہد، چه معنی دارد، کما قال اللہ تعالیٰ

أَفَلَا يَنظُرُونَ إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ وَإِلَى السَّمَاءِ كَيْفَ رُفِعَتْ وَإِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ وَإِلَى الْأَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ[2]۔

پس عجب است که از خواندن قرآن وشنیدن آن دست وپا گم نکنند، ومعرفتِ او تعالیٰ حاصل نگردد، وباستماع محرمات شرعی این چنین ذوق وشوق نصیب وقت گردد۔ وسبحانه تعالیٰ علواً کبیراً۔ وکلمات اللہ ہی العلیا۔ دریں باب از راہِ حق وانصاف بلا تعصب باحد الاطراف بیان فرمایند، که این چنین کسان از اہل البدعه چه سان تصور باید کرد۔ مگر آنکه برابر ایشان دلیل از کتاب وسنت قائم گردد، البته واجب قبول است۔ بینوا وتوجروا

جواب ۔ مقصود از آفرینش محبت حضرت منعم، واطاعت اوست، واین محبت را اقسام بسیار است، وحکم بچند سبب مختلف می شود۔

---

[1] روی من حدیث ابی سعید الخدری رض (دیزہ)، رواہ مسلم فی صحیحه۔ (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۴۳۶) سواتی

[2] سورۃ الغاشیه آیت ۱۷ تا ۲۰

یکے اسباب محرک این محبت۔

دوم مقتضائے دورہ۔

سوم فیض مرشد آن۔

چہارم امزجہ محبان۔

باین سبب گوناگون طریق برائے اظہار محبت پیدا می شود، وحق تعالیٰ چندین درجات جنت کہ پیدا کردہ است، برائے اختلاف امزجہ، واحوال اہل جنت است، جماعت ربانی الحقیقت شورشے در دل پیدا می شود۔ کہ بمثل خفقان از محافظت ادب معقول ومشروع عاجز می آیند، صحابہ کرام، وتابعین عظام را بسبب غلبہ انوار نبوت، وانوار قرآن مجید، این احوال طاری نمی شد، چون نظر خلق بر احوال قلب افتادہ وبذکر وشغل، کہ لطیفہ قلب بجوش می آرد، مشغول شدند، گوناگون احوال از انواع دیگر پیدا شد۔

بعضے را در مزاج غلبہ لذت حسن وسماع بود، ہمراہ آن غلبہ نسبت باطن می شد۔

وبعضے را بالعکس زیرا کہ نسبت ایشان، نسبت سکور واطمینان، واستغراق بودہ است۔

وبعضے را نسبت ابتہاج وانبساط بدریافت، وصل محبوب حقیقی شد۔

وبعضے را بملاحظہ غایت تنزیہہ حسن ابدی لازم حال گشت۔

بالجملہ مردن بعضے ازین حادثہ شوق دلیل صریح است بر شدت ہیجان محبت الٰہی واستیلائے آن بر قلب ایشان۔ پس اعتراض بر ہیچ یکے ہرگز نباید کرد، ؎[ف]

چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد   میلش اندر طعنۂ پاکان برد

ظاہر است کہ اوقات لیل ونہار چہ قدر تفاوت دارد، وبرائے ہر یکے عبادت جدا۔ آمدیم بر آنکہ کلمات متوحش کہ لائق جناب الٰہی نیستند، محرک محبت الٰہی چگونہ باشند، این را طریق یافتہ می شود بعضے از قبیل رموز پوشیدنی، وبعضے ازان از قبیل احکام گفتنی اگر مدرکہ تحمل نماید، وبر اجمال آن قناعت باید کرد۔ وتحقیق آن را بر صحبت ہائے اگر مقدر است حوالہ باید داشت۔

ف۔ یعنی بر صوفیہ اہل وجد وسماع اگر مرتکب منکرات نشوند، اعتراض نباید کرد۔ ۱۲

اوّل ہمچنانکہ رب العزت[1] در خواب بصورت در شکل تواں دید۔ ہمچنان در بعضے معاملہ ہا در بے خودی یا، باوجود بیداری واقع می شود، و بعضے سخنان کہ شایان مرتبہ ذات نیست در ہمچنیں تجلی واقع می شود، محتمل است کہ کسے را ایں قسم شدہ باشد و یا پیش آید۔

دوم آنکہ ایں کلمات گاہے بہ نسبت شیخ خود یا ارواح طیبہ کہ از احکام بشری رستہ، مانند مخاطب گفتہ

سوم آنکہ در علم بلاغت تشبیہ، و تمثیل می گویند کہ ہیئت منتزعہ را از امور متعددہ بامرے تشبیہ می دہند و مشابہت باہر چیز منظور نمی باشد، ہمچنان از استحصال ایں حالت مجازی کہ عاشق را با معشوق دریں جہاں واقع می شود، ہیئت محبت و قلق را کہ مسمّٰی بعشق است انتزاع نمودہ، صرف بجناب کبریا می کنند، و جزئیات آن کلام را از پیش نظر مطروح می گردانند، نسبت ایں چیزہا بآنجناب اصلاً ملحوظ نمی باشد چنانکہ در آیت کریمہ۔ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ[1]۔

اما آنچہ از بعض بزرگاں استماع آلات محرم بوقوع آمدہ ایں طائفہ برسہ قسم دیدہ شدہ اند۔ جمعے ہستند کہ بشہادت وجدان کہ ایں امور در دل ایشاں بجز محبت مولی چیزے نمی رویاند، و عیر از التفات، و استغراق در جمال الٰہی بچیزے نمی کشند۔ فہمیدند کہ منع ازیں[2] وجہ ندارد برائے آناں نہ کہ برائے کسانے دیگر کہ داعیہ شہوانی، یا حرص دنیا، یا غفلت، و تلذذ می کنند، در حق آنہا حرام باشد[3]۔ پس ایں قبیل خطاء اجتہادی باشد، یا از قبیل تاویل، یا بخصوص نصوص عامہ بسبب معارضہ ادلہ قطعیہ کہ ازاں جملہ وجدان سلیم می فہمند، پس باعتقاد اصلاً مرتکب[4] حرام نمی شوند،

و جمعے دیگر اند کہ بایں ہمہ حکم بر سر و چشم داشتہ بنا بر بے قراری، مرتکب ایں می شوند، کہ بدون ایں تسلی و امضائے شوق کما ینبغی میسر نمی شود، مانند اکل مضطر مردار را، و مع ذالک بعد آں استغفار می کنند، و عفو جرائم می خواہند چنانکہ از کسے در شدت خشم کلمات ناسزا سرایند، و بعد ازاں استغفار و درگذر خواہد۔

قسم سوم نقل دانند کہ پیران خود را بر طریقہ یافتہ و بنا بر اعتقاد آنرا استحسان می کنند، و باندک حرکت نفسانی باندرون حرکت باطن تشبیہ بایشاں محمود دانستہ اند، ایں جماعت را باوجود ادلہ شرعیہ اصرار کردن بے جا است۔ (واللہ اعلم)

---

[1] سورۃ نور آیت ۳۵۔ [2] یعنی مزامیر وغیرہ۔ [3] یعنی مزامیر در حق آن کسانے کہ تابع ہوائے نفسانی اند حرام است۔ [4] یعنی گروہ صوفیہ کہ فی الواقع بابرکت، دلِ درد و عشق اند، حسب اعتقاد خود بوجہ شنیدن سرود، بامزامیر مرتکب حرام نمی شوند۔ ۱۲